SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Monday, January 26, 1987

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Acting Chairman (Malik Muhammad Ali Khan) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِينَ أَوْلِيَآءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَمَن
يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ إِلَّآ أَن تَتَّقُوا مِنْهُمْ
تُقٰىةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ ۗ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ ﴿٢٨﴾ قُلْ
إِن تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٩﴾

ترجمہ: میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

مسلمانوں کو چاہیئے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو (اپنا) دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا تو اس کو اللہ سے کوئی واسطہ (ربط و تعلق) نہیں (کفار سے دلی تعلق نہ ہو) مگر ہاں ان کے شر سے بچنے کے لئے (اپنی حفاظت کے لئے ان کفار سے تعلقات رکھ سکتے ہو۔ گویا تعلقات، دنیا کے برتنے کے لئے ہوں، آخرت بگاڑنے کے لئے نہ ہوں) اور اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے (اس غیرت سے ڈراتا ہے جو اس کے احکام نہ ماننے، اس کے رسول کی نافرمانی سے اس کو ہوتی ہے) اور (آخر تم کو) اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (کیوں اس کی غیرت کو مشتعل کرو۔ کیوں اپنے میں وہ نفس پیدا کرو جو اس کے حکم کے نہ ماننے پر تم کو ابھارے)

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Monday, January 26, 1987

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Acting Chairman (Malik Muhammad Ali Khan) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِينَ أَوْلِيَآءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَمَن
يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّآ أَن تَتَّقُوا مِنْهُمْ
تُقٰىةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُۥ ۗ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ﴿٢٨﴾ قُلْ
إِن تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٩﴾

ترجمہ: میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

مسلمانوں کو چاہیئے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو (اپنا) دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا تو اس کو اللہ سے کوئی واسطہ (ربط و تعلق) نہیں (کفار سے دلی تعلق نہ ہو) مگر ہاں ان کے شر سے بچنے کے لئے (اپنی حفاظت کے لئے ان کفار سے تعلقات رکھ سکتے ہو۔ گویا تعلقات، دنیا کے برتنے کے لئے ہوں، آخرت بگاڑنے کے لئے نہ ہوں) اور اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے (اس غیرت سے ڈراتا ہے جو اس کے احکام نہ ماننے، اس کے رسول کی نافرمانی سے اس کو ہوتی ہے) اور (آخر تم کو) اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (کیوں اس کی غیرت کو مشتعل کرو۔ کیوں اپنے میں وہ نفس پیدا کرو جو اس کے حکم کے نہ ماننے پر تم کو ابھارے)

اور یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تمہارے ظاہر تمہارے باطن دونوں سے خوب واقف ہے غیر کو اپنا بنا کر اپنے کو دھوکہ نہ دو۔ اللہ سے کوئی راز راز نہیں۔

آپ فرما دیجئے ! (کہ) تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے تم اسے چھپاؤ یا ظاہر کرو (بہرحال) اللہ اس کو جانتا ہے اور (یہی نہیں بلکہ) آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اس کو معلوم ہے۔ اور (محض اللہ کو علم ہی نہیں ہے بلکہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

Mr. Acting Chairman: Mr. Wasim Sajjad, do you want to say something?

Mr. Wasim Sajjad: Sir, the massing of troops by India on the borders between India and Pakistan has created a situation which has caused concern and anxiety through out Pakistan. The honourable members of this House would like to discuss the situation and the Prime Minister in his statement made yesterday also desired that the members may be permitted to discuss this situation. In order to enable this to be done I would like to move with your permission certain motion so that we can straightaway proceed to the discussion of this situation.

Accordingly Sir, with your permission I move that under Rule 229, requirement of Rule 36 be suspended and the question and their written answers be laid on the table of the House to be taken as read and also the privileges and adjourment motions be deffered.

جناب جاوید جبار : پوائنٹ آف آرڈر مسٹر چیئرمین!

جناب قائم مقام چیئرمین : جی جناب جاوید جبار صاحب۔

جناب جاوید جبار : چیئرمین صاحب ! میری گزارش یہ ہے کہ جیسے ہمارے ساتھ والے ادارے میں ایک روایت قائم ہوئی اسی سلسلے میں کہ وقفہ سوالات اور ایڈجرنمنٹ موشنز کو تو سسپینڈ کیا گیا لیکن چونکہ موضوع تحریک استحقاق کا اتنا اہم تھا کہ جائنٹ سٹنگ میں بھی اور قومی اسمبلی کے اجلاس میں بھی اس کو نوٹ یا اس کو ریڈ ان کیا گیا تو میری گزارش یہ ہوگی کہ پریولج موشن کو پوری طرح ڈیفر نہ کیا جائے کم سے کم آپ

اس کا نوٹس لیں۔ بے شک اس پر بحث کے لئے آپ کوئی اور دن مقرر کریں ۔ یہ میری گذارش ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : جی جناب وسیم سجاد صاحب ۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں ۔

جناب وسیم سجاد : جی جناب ، جاوید صاحب کی تقریر سے جو سمجھا ہوں وہ یہ چاہتے ہیں کہ تحریک استحقاق پڑھ دی جائے میرا خیال ہے کہ یہ موشن move کر دی جائے اسکے بعد بے شک یہ پڑھ دیں ۔ تاکہ ریکارڈ پر آجائے اور پھر اس پر بحث کسی اور دن ہو جائے گی ۔

سید اصغر علی شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام چیئرمین : جی فرمائیے ۔

سید اصغر علی شاہ : جناب آپ نے وقفہ سوالات ملتوی کر دیا ہے جناب یہ انگریزی میں اور اردو میں جو جواب ہے وہ آپس میں نہیں ملتا ۔ ان میں سے کسے ہم صحیح سمجھیں ۔ انگریزی والے کو یا اردو والے کو؟

جناب قائم مقام چیئرمین : آپ تشریف رکھیں ۔ جاوید جبار صاحب جیسا کہ جناب وسیم سجاد صاحب نے کہا ہے ، ٹھیک ہے ۔ آپ وہ پڑھ لیجئے گا پہلے موشن move ہو جائے ۔

سید اصغر علی شاہ : جناب میں نے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا تھا کہ انگریزی اور اردو کے جوابات میں فرق ہے ۔ ہم کون سا جواب صحیح تصور کریں ؟

جناب قائم مقام چیئرمین : متعلقہ منسٹر صاحب سے ہم کہتے ہیں کہ وہ اس کو ٹھیک کریں یہ جو غلط لکھا ہوا جواب آیا ہے اور جو انگریزی اور اردو میں فرق ہے ۔ آئندہ باری پر متعلقہ منسٹر برائے مہربانی اس کی تصحیح کر لیں ۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) شیرین دل خان نیازی : سپلیمنٹری کیسے پوچھ سکتے ہیں ؟

جناب قائم مقام چیئرمین : سپلیمنٹری تو نہیں پوچھ سکتے ۔

Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi: Either defer all the questions for the next rota day or . . . . . .

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : جی فرمائیے ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب چیئرمین! اگر واقعی یہ حقیقت تھی اور کل یہ منصوبہ بنایا تھا کہ سوالات نہیں ہوں گے تو پھر یہ شائع نہ کرتے اور اس کو ملتوی کر دیتے۔ ان میں تو بہت سے سوالات ہیں۔ سوالات کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس میں کچھ ضمنی ہوں اور ان سے معلومات ملیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب میرداد صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر اس لئے نہیں بنتا کہ یہ ہاؤس نے فیصلہ کرنا ہے ہاؤس کا اپنا ایک استحقاق ہے کوئسچن ہاؤس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جو ہاؤس فیصلہ کرے، میں اس کو مانتا ہوں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ پہلے سے منصوبے میں تھا اسے ملتوی کر لیتے۔

ملک نسیم احمد آہیر: مجھے ایک بات کہنے کی اجازت دیجئے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی فرمائیے۔

ملک نسیم احمد آہیر: مجھے معزز ممبران سینیٹ کا انتہائی احترام ہے ان کے جو سوال تھے ہم نے ان کا جواب دینے کی کوشش کی ہے لیکن اس وقت جو سوال ہے وہ کہیں زیادہ اہم ہے اس وقت ہندوستان کی فوجیں ہمارے بارڈر پر پڑی ہوئی ہیں اور یہ قوم کے لئے لمحہ فکریہ اور تشویش کا باعث ہے۔ ان سوالوں کے جواب تو ہم ہر وقت آپ کو دینے کیلئے تیار ہوں گے ہم آپ کے سوالوں کے جوابوں سے نہیں بھاگ رہے لیکن بنیادی ایک ایسی بات ہے جس سے ملک کی سالمیت کو بھی خطرہ درپیش ہے تو بات صرف ترجیحات کی ہے اس وقت میں آپ سے گزارش یہ کروں گا اگر کوئی ایسا سوال جس سے آپ مطمئن نہ ہوں اس کا جواب جب جی چاہے آپ پوچھ سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نسیم صاحب آپ تشریف رکھیں اس کے لئے میں نے گزارش کی ہے۔ میرداد صاحب سوالات کا جو مسئلہ ہے اس کی جس دن باری آجائے گی اس دن سوالات میں تصحیح کر لیں گے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب سوالات چھپ گئے ہیں پھر ہم کیسے اس کے ضمنی سوال کریں گے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: ضمنی کا سوال نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ جن سوالات پر آپ کو اعتراض ہے جو فرق ہے انگلش اور اردو کے جوابات میں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : مجھے انگلش اور اردو میں کوئی اعتراض نہیں ہے جو بھی ہو۔

جناب قائم مقام چیئرمین : اعتراض کی بات نہیں ہے میں موشن پڑھ رہا ہوں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : یہ تو طریقہ کار نہیں ہے جناب چیئرمین صاحب! نہایت سنجیدگی سے اس مسئلے کو لینا ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے نہ ہم فرار ہونے والے ہیں نہ ہم بھگانے والے ہیں۔ البتہ اس وقت تو ان سوالات سے تو بھگا دیا ہے نا ہم نے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اس کا کچھ نہ کچھ ہونا چاہیئے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : تشریف رکھیئے آپ۔ ہاؤس کے سامنے تحریک پیش کی جاتی ہے:

کہ "رول ۲۲۹" کی ریکوائرمنٹ معطل کر کے سوالات اور ان کے جوابات کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے اور تحریک استحقاق اور تحریک التواء جو آج کے لئے مقرر ہیں ان کو ملتوی کیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

QUESTIONS AND ANSWERS

POW ARMED FORCES PENSIONERS

167. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel**: Will the Minister for Defence be pleased to state:

(a) whether pensions were granted to members of Armed Forces who were prisoners of war after the fall of East Pakistan; if so what is their number;

(b) whether those who were injured or sick during the war of 1971 were reinstated; and

(c) the total number of Armed Forces pensioners and the total annual expenditure being incurred on that account?

Sahabzada Yaqub Khan: (a) Yes, those retired uptill now on completion of age/service limit or other normal reasons have been granted pension. Those still serving will get pension on their retirement. As the pensions are sanctioned from regimental centres scattered all over the country, it will take sometime to collect the required information.

(b) Yes, those who recovered from injuries/sickness continue to serve but those declared unfit for military service by Medical Board were invalided out of service and granted disability pension.

(c) Total Number of pensioners			Total amount of expenditure being incurred on them
			Rs.
1.	Army	.. 4,37,150 ..	.. 1,29,70,00,000
2.	Air Force	.. 10,947 ..	.. 12, 57,42,000
3.	Navy	.. 9,399 ..	.. 6,31,55,000

NUMBER OF PIA PASSENGERS FROM BALUCHISTAN FROM 1-7-84 TO 30-6-85

168. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel:** Will the Minister for Defence be pleased to state:

(a) the number of passengers in Baluchistan who travelled by PIA during the period 1st July, 1984 to 30th June, 1985;

(b) the number of passengers who travelled by PIA within Baluchistan in the above period; and

(c) the total revenue earned by PIA from its cargo service within the Province of Baluchistan during the period mentioned at (a) above?

Sahabzada Yaqub Khan: (a) 2.43 lacs passengers.

(b) 20132 passengers.

(c) Rs. 17,261.50 approximately.

G.P. FUND PENDING CASES

169. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel:** Will the Minister for Communications be pleased to state the number of G. P. Fund cases pending with T & T Department since 30-6-1983?

Malik Nasim Ahmad Aheer: The total No. of G.P.F. final payment cases of T & T employees pending since 30th June, 1983 is four only.

IN-SERVICE TRAINING FOR TEACHERS

170. ***Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi**: Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) whether there exist arrangements for "in-service training" of the teaching staff of the universities, colleges and schools;

(b) how often the syllabi of universities, colleges and schools are revised or modified; and

(c) number of Pakistanis authors of our university or college text books, in particular in science subjects?

Malik Nasim Ahmad Aheer: (a) Yes. The Education Extension Centres of Provinces organize training courses for school teachers. The Ministry of Education also train Master Trainers for the Provincial in-service training programmes. The National Academy of Higher Education of University Grants Commission arranges in-service training for college and university teachers in the fields of Mathematics, Physics, Chemistry, Physiology, Botany, Biology, Molecular Biology, Statistics, Library Science, Solid State Physics, Zoology, Economics and English. The Academy also organizes special training programmes in the methodology of teaching for fresh entrants in colleges and universities.

(b) The National Curriculum Revision Committees on the subject concerned review the syllabi at university level every five years. At college and school levels, the curriculum has been recently revised. However, minor changes in curricula continue to be made as and when deemed necessary.

(c) The production of textbooks is a provincial responsibility. However, all the authors of school textbooks in science subjects are Pakistanis. A large number of Pakistani authors have written text-books in science and other subjects covering curriculum at B.A./B.Sc. (Engineering) levels. At M.A./M.Sc. level, the National Academy of Higher Education, Islamabad have developed monographs in various scientific and technical subjects.

WITHDRAWN FOREIGN SCHOLARSHIPS

171. ***Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi**: Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) the names of scholarships if any, withdrawn by the foreign countries during the years 1979-80 and 1985-86 alongwith the names of the Foreign countries who initially agreed to offer those soholarships;

(b) the percentage of quota fixed if any for each Province/ FATA for the following scholarships:—

(i) Cultural Scholarships.

(ii) Quaid-i-Azam Scholarships.

(iii) Merit Scholarships.

(iv) C.O.T. Scholarships; and

(c) whether a Government servant who has less than one year service and is given any of these scholarships would be entitled to pay and allowances and basic travel quota in foreign exchange?

Malik Nasim Ahmad Aheer: (a) During 1979-80 to 1985-86 the donor agencies/countries did not select our candidates against 341 scholarships (out of a total 823) offered under the Culture Exchange Programme. Names of donor Countries are as under:—

Annex-II

USSR	125
Turkey	41
Egypt	34
China	31
Iraq	30
West Germany	14
Sudan	11
Yugoslavia	10
Czechoslavakia	12
Hungary	7
Alesco	4
GDR	6

Poland	3
Romania	3
Austria	2
France	2
Italy	2
Korea (S)	2
Bulgaria	1
Syria	1
	341

Further details may kindly be seen at Annex-I.

(b) Percentage of quota, fixed for each Province, of these Scholarships is as under:—

(i) Cultural Scholarships:—

Punjab	56 %
Sind	21 %
NWFP	13 %
Baluchistan	4 %
FATA/FANA	2 %
AJK	2 %
F/A	2 %

The donor countries are not bound by our quotas.

(ii) These Scholarships are awarded on University basis (1 each annually) and not on Province basis. The distribution is:—

Punjab	5
Sind	5
NWFP	4
Baluchistan	1
F/A	3
AJK	1
	19

[Malik Nasim Ahmad Aheer]

(iii) These Scholarships are also awarded on University basis (2 each annually) and not on Province basis. The distribution is:—

Punjab	10
Sind	10
NWFP	8
Baluchistan	2
F/A	6
AJK	2
	38

(iv) COT Scholarships are awarded to University and College teachers only and quota mentioned above is strictly observe Share of Universities and Colleges is as under:—

Universities	42
Colleges	18
	60

Quota % is as follows:—

Punjab	56 %
Sind	21 %
NWFP	13 %
Baluchistan	4 %
FATA/FANA	2 %
AJK	2 %
F/A	2 %

(c) COT scholarships are awarded to those only who have at least 3 years service at their credit.

Q.A. Merit and Cultural scholarships are awarded mostly to fresh graduates therefore, question of service and benefits does not arise. Secondly, Ministry of Education awards scholarships and not concerned with other matters. Other matters are decided by their parent departments and they have their own rules and regulations for this purpose (Annex-III).

Annex-I

DETAILS OF SCHOLARSHIPS

Total Offers	934
Candidates selected but refused to send papers.	111
Balance	823
Papers Sent of	1399
Selected by the donors	482
Not selected by the donors	341
Total ..	823

Annex-II

S. No.	Country	Offers	Papers forwar-ded by us	Selectees refused to send pap.	Final Sel-ection by donors	Not selected by donors	Remarks
1	2	3	4	5	6	7	8
1.	USSR	243	448	9	109	125	
2.	Turkey	111	124	7	63	41	
3.	Egypt.	83	40	43	6	34	
4.	China	98	247	10	57	31	
5.	Iraq	39	41	8	1	30	
6.	Germany (W) ..	53	95	x	39	14	
7.	Sudan	20	24	1	8	11	
8.	Yugoslavia ..	18	17	1	7	10	
9.	Czechoslavakia ..	17	20	x	5	12	
10.	Hungary ..	12	23	x	5	7	
11.	ALESCO ..	31	53	x	27	4	
12.	GDR	19	24	x	13	6	
13.	Poland	23	35	4	16	3	
14.	Romania ..	23	32	x	20	3	

1	2	3	4	5	6	7	8
15.	Austria ..	9	13	3	4	2	
16.	France ..	17	22	x	15	2	
17.	Italy ..	12	18	x	10	2	
18.	Korea (South) ..	3	6	x	1	2	
19.	Bulgaria ..	11	17	x	10	1	
20.	Syria ..	53	29	25	27	1	
21.	Belgium ..	8	17	x	8	x	
22.	Japan ..	31	54	x	31	x	
	Total ..	934	1399	111	482	341	

Annex-III

Government rules are clear in this regard which are as follows:—

(Extracts from Establishment Mannual Vol: II).

TERMS AND CONDITIONS APPLICABLE TO GOVERNMENT SERVANTS AWARDED FELLOWSHIPS/SCHOLARSHIPS UNDER THE VARIOUS TECHNICAL ASSISTANCE PROGRAMMES.

1. **Period of Service.**—In the case of a permanent Government servant, no minimum period of service before he is sent abroad is necessary. In the case of a temporary Government servant he should have more than 3 years service before he can be nominated for training abroad. Temporary Government servants who are to be replaced by the nominees of the Public Service Commission should in no case be sent for training abroad.

Government servants whether permanent or temporary will be treated as on duty while sent abroad for training under various technical assistance programmes and the payment of their salaries should be guaranteed during their period of training abroad.

MASS LITERACY COMMISSION

172. ***Syed Asghar Ali Shah:** Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) whether it is a fact that an interview was given to a journal by Chairman, leteracy and Mass Education Commission as partly reported in the daily 'Muslim' dated 26th October, 1986; and

(b) if the answer to (a) above be in the affirmative, please state the details and other particulars of the organizations in the private sector who have agreed to provide financial help?

Malik Nasim Ahmad Aheer: (a) Yes.

(b) No firm offers have been received from private sector.

CURTAILMENT OF PIA DOMESTIC FLIGHTS

173. ***Qazi Abdul Latif:** Will the Minister Incharge of the Aviation Division be pleased to state:

(a) whether it is a fact that PIA has reduced the number of its flights on various routes;

(b) if so, the names of routes on which flights have been stopped altogether or reduced in number also whether the stoppages/curtailment are permanent or temporary; and

(c) if any flights have been discontinued temporarily the probable dates of their resumption?

Sahabzada Yaqub Khan: (a) Yes. PIA has reduced its services on a few domestic routes.

(b) PIA has reduced the flights on the following routes temporarily;

(1) Islamabad—Peshawar—Dera Ismail Khan—Multan and *vice versa* from five services per week to three services per week.

(2) Islamabad—Gilgit—Islamabad and Islamabad—Skardu—Islamabad from 29 flights per week to 22 flights per week.

(3) Services to Sargodha have been permanently stopped due to very poor load, *i.e.* about one passenger per flight.

(c) This reduction in services on Islamabad—Peshawar—Dera Ismail Khan—Multan *vice versa* Islamabad—Gilgit—Islamabad and Islamabad—Skardu—Islamabad routes is temporary and will be restored after the purchase of F-27 Aircraft in the near future.

RECRUITMENT QUOTA FOR ARMY

174. ***Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi:** Will the Minister-Incharge of the Defence Division be pleased to state:

(a) whether it is a fact that quota for recruitment in the Army soon after partition was fixed as under:—

(i) Punjab Muslim	79 %
(ii) Pathan	11 %
(iii) Sind/Baluchistan and other	10 %
	100 %

If so is this ratio maintained even now;

(b) the number of persons belonging to the provinces of Sind and Baluchistan who are serving in the Pakistan Army; and

(c) is there any proposal under consideration of the Government for facilitating enrolment of Sindhis in the Army Medical Corps, E.M.E. and Army Corps of Clerks besides increasing their quota in the SIND Regiment and BALUCH: Regiment?

Sahabzada Yaqub Khan: The information is being collected and will be tabled before the House as soon as it is received.

PRINTING OF PIA TIME TABLES

175. ***Maulana Kausar Niazi:** Will the Minister Incharge of the Aviation Division be pleased to state:

(a) whether it is a fact that PIA time tables which in the past were printed abroad are now being printed in PIA's own Printing Press; if so;

(b) the total number of time-tables printed in the PIA Printing Press, so far during the current year; and

(c) the amount of foreign exchange saved on that?

Sahabzada Yaqub Khan: (a) Yes.

(b) The total number of copies of time-tables printed in the PIA's Printing Press during 1986 is given below:—

Title of Time-table	Copies Printed
Domestic effective 30-3-86	25,000
Twin Otter effective 10-4-86	10,000
International effective 26-10-86	100,000
Domestic effective 26-10-86	50,000
Total ..	185,000

(c) UK £. 18386 (Pound Sterling eighteen thousand three hundred and eighty six).

EXPENDITURES ON THE CONSTRUCTION OF NATIONAL HIGH WAY

176. ***Qazi Abdul Latif**: Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) the total amount spent on the construction of National High Way from D.I. Khan to Karachi *via* Zhob and Quetta, year-wise;

(b) the length of road metalled so far;

(c) the expected date of its completion; and

(d) the amount spent on the construction of the said road from Dera to Daraban during 1st January, 1983 to 31st October, 1986, year-wise?

Malik Nasim Ahmad Aheer: (a) The total amount spent on the construction of D.I. Khan to Karachi section *via* Zhob and Quetta is

[Malik Nasim Ahmad Aheer]

Rs. 432.986 million. The year-wise details is as under:—

(Rs. in Million)

Year	Quetta-Karachi	D. I. Khan Zhob-Quetta
1978-79	33.500	—
1979-80	28.000	1.856
1980-81	54.000	2.250
1981-82	73.985	2.170
1982-83	21.579	6.349
1983-84	13.478	11.505
1984-85	42.620	27.411
1985-86	28.847	18.261
1986-87	28.675	38.500
	324.684	108.302

(b) The length of road metalled so far is 1141 KM.

(c) The shingle road section (Zhob-Dhansar 87 KM) is expected to be completed by 1989.

(d) The total amount spent during 1st January, 1983 to 31st October, 1986 on the construction of the said road from Dera to Daraban comes to Rs. 37.671 million. The year-wise detail is as under:—

(Rs. in million)

Year	Amount
1982-83	8.250
1983-84	13.572
1984-85	7.288
1985-86	6.228
1986-87	2.333
	37.671.

DERA DARYA KHAN BRIDGE

177. ***Qazi Abdul Latif**: Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the embankments of Dera Darya Khan bridge were damaged due to floods in 1985 and 1986;

(b) if answer to (a) above be in the affirmative whether they have since been repaired, and if so, the expenditure incurred thereon;

(c) whether the Federal Government had paid the funds required for repairs to the Provincial Government;

(d) if answer to (c) above be in the negative, the reasons thereof; and the time by which the payment will now be made; and

(e) the steps taken to avoid such damage in future?

(Reply deferred for next rota day.)

K. K. HIGH WAY

178. ***Mr. Shad Muhammad Khan**: Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) is it a fact that the K.K. Highway is of great strategic importance;

(b) is it also a fact that there are negligible, facilities provided as present in the shape of bulldozers and other machinery to keep the road, which gets frequently blocked by land slides, clear for traffic; and

(c) is the Government prepared to increase the Engineering staff required for maintenance of the road and allocate more and other machinery for the purpose at Pattan, Dassu Shatial and Chilas?

Malik Nasim Ahmad Aheer: (a) Yes. The road is of strategic importance.

(b) No. Sufficient manpower and machinery is employed to keep the road open for traffic by F.W.O.

[Malik Nasim Ahmad Aheer]

(c) No. At present the machinery and manpower already employed is considered sufficient.

AIR BASE IN MANSEHRA DISTRICT

179. *Mr. Shad Muhammad Khan: Will the Minister Incharge of the Aviation Division be pleased to state is it a fact that Mansehra District will be provided with an airbase to link the Northern Areas of N.W.F.P.; if so, when?

Sahabzada Yaqub Khan: Not in the immediate future.

CONSTRUCTION OF ROAD FROM NARAN TO CHILAS

180. *Mr. Shad Muhammad Khan: Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) is it a fact that due to heavy slides on the K.K. Highway when road is blocked there is no alternate route except by Air;

(b) is it also a fact that through Kaghan valley, a good road exists upto Babu-Sar Pass;

(c) is it further a fact that road from Kaghan to Chilas *via* Babu Sar Pass in the Northern areas if metalled will provide an alternate route; and

(d) If so, whether the Government is prepared to allocate funds on priority basis to construct a metalled from Naran to Chilas?

Malik Nasim Ahmad Aheer: (a) Yes.

(b) No. The existing road is under the Provincial Government and it is not an all weather road.

(c) Yes, it can provide an alternate route in Summer only, since the road had to be constructed at high altitude and would remain closed during winter.

(d) Naran to Chilas is a provincial road and not a federalised one, as such funds cannot be provided by the Federal Ministry of Communications.

(*Originally set down for answers on Thursday, the 8th January, 1987.*).

TERMINATION OF SERVICES OF PIA EMPLOYEES DURING 1981—86

28. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel**: Will the Minister Incharge of the Aviation Division be pleased to state:

(a) the number of PIA employees whose services were terminated with effect from 1981 upto June, 1986 indicating also their number province-wise; and

(b) whether these employees were afforded an opportunity of being heard?

Sahabzada Yaqub Khan: (a) The required information in respect of PIA employees whose services were either dispensed with under para 6 of MLR 52 or were dismissed, removed or retired under para 4(1) of MLR 52 or under Disciplinary Regulation of PIAC is as under:—

Province	No. of employees
Punjab	1554
Sind (Urban)	939
Sind (Rural)	120
NWFP	317
Baluchistan	91
Azad Kashmir	83
Northern/Tribal Area	16
Locals at foreign stations	206
Domicile being ascertained	110
Total	3436

(b) The PIAC employees against whom disciplinary action was taken under the Disciplinary Regulation of PIAC were given an opportunity of personal hearing.

TELEPHONE EXCHANGE AT NUSHKI

29. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel**: Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the construction of the telephone exchange Building at Nushki, town of Chaghai district in Baluchistan

[Mr. Abdul Rahim Mir Dad Khel]

had not been undertaken since long and inspite of inspection of certain sites the construction has not been started so far;

(b) whether it is also a fact that the Board of this exchange has the capacity of two hundred lines only which are based on an out-dated system and are not sufficient for the local needs; and

(c) the time to be taken for completion of this project?

Malik Nasim Ahmad Aheer: (a) Yes. But it was due to unauthorised possession of T&T land by Chaghai Militia.

(b) The present exchange is called a Central Battery Exchange (C.B.). It has a capacity of 200 lines. These exchanges are being produced in the TIP Haripur. This exchange has 198 working connections with 59 pending demand.

(c) Eight months from the starting of construction work.

RETIREMENT OF ARMY PERSONS DURING WAR OF 1971

30. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel:** Will the Minister for Defence be pleased to state:

(a) the total number of Army persons who retired during the war of East Pakistan;

(b) whether any privileges have been provided to these retired Army persons; and

(c) whether the government intends to utilise the services of the to account for the same promptly and properly, in accordance with an

Sahabzada Yaqub Khan: (a) All release/retirement is stopped during war/emergency. This was also done in 1971 and no release was allowed.

(b) and (c) The questions do not arise, in view of answer to part (a) of the question.

(31. Already replied on 15th January, 1987.)

PAYMENT OF TELEPHONE BILLS OF KULACHI AT DISTRICT HEADQUARTERS

32. ***Qazi Abdul Latif**: Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) whether it is a fact that Telephone Bills of Kulachi, District D. I. Khan which were being deposited in the City Post Office of Kulachi till December, 1983 are being deposited in District Headquarters D. I. Khan since 1984 despite the fact that Post Office and Bank facilities are available at Kulachi; and

(b) If so the reasons for the asaid decision?

Malik Nasim Ahmad Aheer: (a) Yes.

(b) In pursuance of departmental policy to eliminate manual element in billing, more and more Telephone exchanges are being brought on computerised system in January, 1984. Since then the payment of such bills is being accepted at bank branches of United Bank Limited to account for the same promptly and properly, in accordance with an agreement between United Bank Limited and Telegraph and Telephone Department. As there was no branch of United Bank Limited at Kulachi the subscribers were paying the bills at D.I. Khan.

However, the inconvenience of the subscribers having come to notice the department proposes to revert to the old system.

DEVELOPMENT OF TELEGRAPH OFFICES

33. **Abdul Latif**: Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) the total number of Development Telegraph Offices in the country indicating also their place of location province-wise;

(b) whether it is a fact that Director General T&T Islamabad had issued an order to establish a Development Telegraph Office at Dera Ismail Khan; if so; and

(c) the reasons for delaying implementation of the order?

Malik Nasim Ahmad Aheer: (a) Total number of Telegraph Offices in Pakistan are—938.

Number of Telegraph Offices province-wise are as under:—

(*i*)	N.W.F.P.	185
(*ii*)	Punjab	471
(*iii*)	Sind	175
(*iv*)	Baluchistan	61
(*v*)	In Azad Kashmir and Northern Areas ..	46
	Total ..	938

(b) There are two Telegraph Offices at Dera Ismail Khan functioning since 1962. One is a hired premises in city and the Central Telegraph Office in the departmental building.

(c) In 1982 D.G. on his visit to D.I. Khan had instructed that telegraph office should be shifted to the new building which has since been done.

TELEPHONE EXCHANGE AT BANNU

34. ***Syed Abbas Shah:** Will the Minister for Communications be pleased to state: the steps taken by the Government for the construction of 2nd Telephone Exchange at Bannu; and whether the funds available for this purpose especially the purchase of land during the year 1985-86 were utilized?

Malik Nasim Ahmad Aheer: There is no provision for the construction of 2nd Telephone Exchange Building at Bannu in any approved project.

However there is a provision for the extension of exisiting Telephone Exchange Building in the approved Project. But this work has not been included in the ADP 1986-87 due to constraint on budget.

There was also no provision for the purchase of land at Bannu in ADP 1985-86 and nor in any approved Project.

P.C.O's WORKING IN BANNU DISTRICT

35. ***Syed Abbas Shah:** Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) the number of V.H.F. Public Call Offices functioning in Bannu District alongwith their location;

[Malik Nasim Ahmad Aheer]

(b) whether there is any proposal to instal such Call Offices in Bannu Tehsil at various far-flung stations;

(c) whether it is correct that extension of telephone lines of 41 KM was approved for Bannu, but only 20 KM have been laid and the rest abundoned; and

(d) whether it is also a fact that the quality of extension work at Bannu is much below the standard specifications?

Malik Nasim Ahmad Aheer: (a) Fifteen (15) VHF Public Call Offices are working in Bannu District. List of PCOs placed on the table of the House.

(b) 10 additional PCOs are planned to be installed in Bannu Tehsil by end of 6th Five Year Plan.

(c) Total quantity of under ground cable length sanctioned 20 KM.

(d) The work is in progress and will be completed by end December, 1986. As the work has not yet been completed therefore necessary cable tests could not be conducted to ascertain the quality . After completion of work necessary tests will be carried out.

LIST OF VHF PUBLIC CALL OFFICES WORKING IN DISTT. BANNU

S. No.	Name of VHF PCOs	Parent Exchange	District	Date of Installation
1	2	3	4	5
1.	Gandi Khan Khel	Bannu	Bannu	10-3-1985
2.	Khawaja Khel	Do.	Do.	12-3-1985
3.	Kot Khashnir	Do.	Do.	12-3-1985
4.	Shahbaz Khel	Do.	Do.	19-3-1985
5.	Titar Khel	Do.	Do.	20-3-1985
6.	Amir Wanda	Lakki	Do.	21-3-1985

1	2	3	4	5
7.	Ahmed Khel	Lakki	Bauu	21-3-1985
8.	Matora	Do.	Do.	22-12-1985
9.	Qamar Kili	Bannu	Do.	22-12-1985
10.	Zangi Khel	Do.	Do.	2-2-1986
11.	Azim Kili	Do.	Do.	3-2-1986
12.	Jaba Khel	Do.	Do.	17-3-1986
13.	Bakhmal-Ahmedzai	Do.	Do.	28-4-1986
14.	Takht-e-Khel	Do.	Do.	26-6-1986
15.	Adamzai	Do.	Do.	28-6-1986

36. Under consideration.

37. Already replied on 6th January, 1987.

38. Already replied on 6th January, 1987.

AUTO-TELEPHONE BUILDING IN USTA MUHAMMAD

39. ***Mr. Abdur Rehman Jamali**: Will the Minister for Communications be pleased to state the expected time by which the construction works of auto-telephone building in Usta Muhammad, District Nasirabad will start?

Malik Nasim Ahmad Aheer: The work order for construction of Telephone Exchange building for Auto-Exchange at Usta Muhammad has been issued. The work is will be started within two months *i.e.* by February, 1987.

EDUCATIONAL INSTITUTIONS TAKEN OVER UNDER MLR NO. 118

40. ***Mr. Masood Arshad Gejial**: Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) the number of schools and colleges taken over by the Government under MLR No. 118 together with the number of teachers, including principals who were working in these institutions;

(b) whether MLR No. 118 provides equal terms and conditions for teachers of these institutions and other Government institutions if so, the reasons for discriminatory treatment being meted out to the teachers of these institutions which were taken over through MLO 108;

(c) the object and functioning of "Nai Roshni" Schools in Pakistan; and

(d) the steps taken by the Government to set up a Women's University in Pakistan?

Malik Nasim Ahmad Aheer: The required information is as under:

(*a*) Schools	Colleges	Teachers including principals
2968	159	29,423

(b) No.

MLR 118 only provides that the teachers of all privately managed educational institutions shall be entitled to the same scale of pay to which the teachers of equivalent qualifications, seniority and experience in the colleges and schools nationalized by the Government are entitled. No other specific terms and conditions are mentioned in MLR-118.

(c) The object of *Nai Roshni* Schools is to provide an opportunity to those boys and girls who have dropped out of primary schools and have not been able to complete the primary education. The scheme is basically meant for boys and girls of 10 to 14 years age group but persons of higher age if desirous of joining the schools will be accepted.

In this project 22000 *Nai Roshni* Schools will be established each with a class of 25 students. It is expected that a total number of 1,650,000 students will benefit from this arrangement by the end of 1990.

The Schools will function in the afternoon *i.e.* after school hours in the buildings of existing grovernment schools. One full time teacher will be engaged for each class. No fee will be charged from the students

[Malik Nasim Ahmad Aheer]

and books will be provided free of cost. These Schools will offer a two-year condense course of Primary Education. Apart from formal education they will be given some skill in second year of their education.

(d) An Ordinance establishing the University was promulgated in March, 1985. (copy placed in Library).

The case has been submitted to the Cabinet for decision on the operative guidelines. Further action will be taken after the Cabinet has considered the case.

BOEING SERVICE ON KARACHI JACOBABAD, QUETTA ROUTE

41. ***Mr. Abdur Rehman Jamali**: Will the Minister Incharge of the Aviation Division be pleased to state:

(a) whether PIA intends to start Boeing Service on the Karachi, Jacobabad Quetta route; if so, when ; and

(b) the expected time by which the number of flights by PIA on the Karachi, Jacobabad and Quetta route, would be increased?

Sahabzada Yaqub Khan: (a) No.

(b) Due to poor load, there is no plan at present to increase the number of flights on this route.

SYLLABI OF DEENI DARASGAHS

42. ***Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi**: Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) the steps taken so far by the government to forge UNITY in our religious thoughts; and

(d) to modernize our syllabi of DEENI DARSGAHS?

Malik Nasim Ahmad Aheer: (a) (i) Islamiyat is compulsory from class 1st to B.A. The Curriculum contains verses from Quran based on the teaching of *Tawheed* and *Risalat*. Controversal topics have not been included in the Curricula. The entire Curriculum from class 1st to B.A. is the same for all except in the case of classes IX-X where sixty per cent of the content is common and forty per cent is separate for *Sunnies* and *Shias*.

(ii) Stress on offering prayers and *Quran Khwani* is being made in schools and colleges to give them the sense of Unity.

(b) Deeni Madaris are independent institutions. They have their own syllabi which they revise from time to time. Government is helping them in introducing modern subjects in their institutions. As a first step grants have been given to ten Madaris for the teaching of English, Economics and Pakistan Studies during the year 1985-86. This year 15 more Madaris have been added to the list of grants for this purpose.

TEACHING OF HOLY QURAN IN DEENI DARASGAH

43. ***Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi:** Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) whether it is a fact that QURAN, is not being taught as a subject in Deeni Darsgahs in Pakistan;

(b) whether the compulsory subjects, ISLAMIAT, URDU, PAKISTAN STUDIES are being taught in these DEENI DARSGAHS alongwith ENGLISH; and

(c) whether there is any proposal under consideration of the Government to open new QURANIC DEENI DARSGAHS?

Malik Nasim Ahmad Aheer: (a) Not a fact. Quran with translation and *Tafseer* is taught in Deeni Darasgahs.

(b) The entries focus of the Curricula of the Deeni Madaris is on Islamiyat. Urdu is the medium of instruction.. English, Pakistan Studies are not compulsory in all Madaris.

(c) There are more than 2400 Deeni Madaris operating in the private sector. The Govt. would like to help these institutions rather than open separate Madaris.

FOREIGN SCHOLARSHIPS FOR NWFP STUDENTS

44. **Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi:** Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) the names of students from NWFP selected by the Provincial Government for Foreign Scholarships during 1979-80 to 1985-86 and

[Maj. Gen. (Gen.) Shirin Dil Khan Niazi]

those who declined to avail of the scholarships at the eleventh hour; and

(b) whether a detailed study has been carried out recently on the utilization of foreign scholarships?

Malik Nasim Ahmad Aheer: (a) During 1979-80 to 1985-86, Department of Education, Government of NWFP selected 21 scholars, on request of Federal Government for higher studies abroad.

Only 3 refused to avail of this facility (List of names may kindly be seen at Annexure I & II).

(b) Yes. The report is being examined by the Ministry with a view to effecting improvements in the system.

Annexure I

LIST OF CANDIDATES RECOMMENDED BY THE PROVINCIAL GOVT. (NWFP), 1979-80 TO 1985-86

Year		Name and Address	Scheme under which proposed	Country of Study	Final Status
1		2	3	4	5
1979-80	1.	Mr. Hafeez-ur-Rehman Lecturer in Chemistry, Govt. College, Peshawar.	COT	—	Refused to proceed at last minute. Replacement at that stage was not possible.
	2.	Mr. Ismail Khan, Sr Instructor, Govt Polytechnic Institute, Haripur	Do.	—	Do.
1980-81	3.	Mr. Dost Muhammad, Lecturer in Maths. Govt College, Peshawar.	Do.	UK	Proceeded to obtain Ph.D. in Maths.
	4.	Mr. Sher Azam, Lecturer, Govt. College, Lakki Marwat, Bannu.	Do.	—	Refused to Proceed.
	5.	Mr. Iftikhar Ahmad, Lecturer, University of Peshawar (Chemistry).	Technical Assistance	UK	Nominations sent to UK. Not selected by the donars.

1		2	3	4	5
	6.	Mr. Fazalullah, Lecturer, Govt. College, Hangu. (Chemistry).	Do.	Do.	Do.
	7.	Mr. Mussarat Shah, Dept. of Civil Engg., NWFP University of Engg., Peshawar. (Civil Engg).	Do.	Italy	Nomination, without papers received, therefore, not forwarded to EAD for further processing.
1981-82	8.	Mr. Khalid Khan, Lecturer, Govt. College, Peshawar, (Urdu).	COT	UK	Proceeded and studying.
	9.	Mr. Shahnawaz Khan, Govt. College, Peshawar. (Bio-Chemistry).	Do.	Do.	Do.
1981-82	10.	Mr. Ashraf Ali Shah, Govt. Science College, Peshawar. (Islamic Studies).	Do.	USA	Proceeded and Studying.
	11.	Mr. Khiyalzada, Govt. College, Hangu. (History).	Do.	UK	Do.
1983-84	12.	Mr. Shamsur Rehman, Govt. College, Karak. (Physics).	Do.	USA	Proceeded and Studying.
	13.	Mr. Gul Marjan, Govt. College, Karak. (Physics).	Do.	UK	Do.
	14.	Mr. Ubaidur Rehman, Asstt. Prof. National Centre of Excellence in Geology, Peshawar. (Geology).	Technical Assistance	France	Proceeded and returned. (3 months training only).
1984-85	15.	Mr. Sher Alam Khan, Govt. College, Toru, Mardan. (Maths).	COT	UK	Proceeded and Studying.
	16.	Mr. Sirajuddin, Govt. College, Kulachi. (Physics).	Do.	UK	Do.
	17.	Mr. Ismail Sethi, *Vice*-Chancellor, Gomal University, D.I. Khan.	International Visitor Programme.	USA	Not approved by the Establishment Division.
	18.	Mr. M. Ayyaz Khan, Lecturer in Agronomy, Gomal University, D.I. Khan.	Technical Assistance	Australia	Papers received after due date. Not selected by the donars.

1	2	3	4	5
19.	S. Akhtar Ali Shah, Lecturer in Farm Mechanics.	Do.	Do.	Do.
20.	Mr. Rashid Badshah, Secretary, Education, Peshawar.	Do.	Thailand	Proceeded and returned (5 days Seminar).
21.	Mr. M. Rafiq Khan Jadoon, (Director Schools), NWFP, peshawar.	Do.	—	Papers received late hence not forwarded to EAD.

Annex-II

LIST OF CANDIDATES WHO DECLINED TO AVAIL OF THE SCHOLARSHIP

S. No.	Year	Name and Address
1.	1979-80	Mr. Hafeezur Rehman, Lecturer in Chemistry, Government College, Peshawar.
2.	1979-80	Mr. Ismail Khan, Sr. Instructor, Govt. Polytechnic Institute, Haripur.
3.	1980-81	Mr. Sher Alam, Govt. College, Lakki Marwat.

ENQUIRY REPORT ABOUT BELLY LANDING OF A PIA PLANE

45. ***Syed Asghar Ali Shah:** Will the Minister Incharge of the Aviation Division be pleased to state:

(a) when was the report of the Enquiry Committee on the belly landing of a PIA Plane at Islamabad Airport submitted to Government. The names and designations of the officers who conducted the enquiry may also be stated; and

(b) whether the Government intends to place the report on the table of the House; when?

Sahabzada Yaqub Khan: (a) It was submitted to the Federal Government on 28th May, 1986. The Board of Investigators consisted of the following:—

(*i*) Air Commodore (Retd.) Patrick D. Callaghan Chief Inspector and President Accident Investigation Board.

Investigator Incharge

(*ii*) Wing Commander Zaheer A. Zaidi, Accident Investigation Board PAF .. .. *Member.*

(*iii*) Capt. Shaukat H. Khan Chief Flight Inspector, CAA .. .. *Member.*

(*iv*) Mr. Arif M. Mir Chief of Airworthiness, CAA .. *Member.*

(b) It is under consideration.

ENQUIRY REPORT REGARDING CRASHING OF PIA FOKKER

46. ***Syed Asghar Ali Shah:** Will the Minister Incharge of the Aviation Division be pleased to state:

(a) the stage of enquiry of the PIA Fokker which crashed near Peshawar;

(b) is it a fact that in flight training is given to the PIA trainee pilots on regular PIA flights;

(c) if the answer to (b) above be in the affirmative, the practice being followed by other international airlines in this regard such as Swiss Air, Lufthansa, British Airways and PANAM; and

(d) the steps the Government takes to ensure that such training of pilots does not imperil the safety of the passenger?

Sahabzada Yaqub Khan: (a) The Final Investigation Report of this accident is under Compilation.

(b) No.

(c) Does not arise.

(d) Does not arise.

HELICOPTERS FOR SEARCH AND RESCUE PURPOSES

47. ***Syed Asghar Ali Shah:** Will the Minister Incharge of the Aviation Division be pleased to state:

(a) whether it is a fact that no helicopter was available with PIA to reach the site of the air crash near Peshawar recently; and

(b) if the answer to (a) above be in the affirmative, does the Government intend to equip PIA with helicopters at each airport; and if not what steps are taken by Government to conduct such search and rescue operations without any delay?

Sahabzada Yaqub Khan: (a) PIAC is neither responsible nor maintains and helicopter for search and rescue purpose.

(b) Question does not arise.

The existing arrangement made by Director General, Civil Aviation Authority in coordination with other agencies will be reviewed by DG, CAA, if necessary, in the light of the findings of the Board of Investigators which is inquiring into the causes of recent accident to the Fokker aircraft of PIA near Peshawar.

OUT OF ORDER METERS AT PCO G-6/1-3, ISLAMABAD

48. ***Maulana Kausar Niazi:** Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the concerned staff of the Telegraph Office, Aabpara Market and Telegraph Office G-6/1-3 near Lal Masjid having removed the bill meter recover telephone call charges according to their sweet will; and

(b) if answer to (a) above be in the affirmative, whether the Government is prepared to take suitable action against the concerned staff?

Malik Nasim Ahmad Aheer: (a) The built-in-meter attached to the Telephone Set is removed only by the technical staff for its repairs, whenever same is reported faulty, by the operative staff. In absence of the said attached meter Stop-watch is used by the staff on duty, check has revealed that their meters remained under repair beyond reasonable period.

(b) Action shall be taken against concerned staff.

TELEPHONE INSTRUMENTS AT PCOs

49. ***Maulana Kausar Niazi**: Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) whether it is a fact that in most public call offices a common telephone instrument is used both for trunk calls and local calls; and

(b) if answer to (a) above be in the affirmative whether there is any proposal under consideration of the Government to increase the number of telephones in the PCOs and make separate arrangement for women?

Malik Nasim Ahmad Aheer: (a) At large PCOs separate telephone instruments have been provided for Local and Trunk Calls, but 170 small PCOs where there is limited traffic only one instrument has been installed.

(b) Separate seating arrangements for ladies are also available at large public countries, but same PCO booths are used by ladies and gents according to their turn when their calls are actually put through.

OPENING OF A PCO IN GPO ISLAMABAD

50. ***Maulana Kausar Niazi**: Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) the procedure for the establishment of public call offices (PCOs) in any area; and

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government to establish PCOs in the main Post Offices of Islamabad; if not the reasons thereof?

Malik Nasim Ahmad Aheer: Public call offices can be established in the Departmental Telegraph offices, Airports, Railway Stations, Important Bus Stands and other public places where these are readily accessible to the general public round the clock or for maximum part of the day. These public call offices may also be opened in Post Offices. These Public Call Offices are manned by T&T staff or Postal staff.

2. There is no public call office in the Islamabad General Post Office (GPO) as a public call office is already functioning in a

[Malik Nasim Ahmad Aheer]

Departmental Telegraph Office located in G-6/1-3 near Lal Masjid which is within half kilo meter range from G.P.O.

3. However, in deference to the wishes of the honourable Member of the Senate the opening of public call office in GPO Islamabad is being examined.

ENQUIRY REPORTS REGARDING HIJACKING OF A PANAM PLANE

51. ***Prof. Khurshid Ahmad:** Will the Minister Incharge of the Aviation Division be pleased to state whether the Government has any plan to lay the reports of the following commissions of enquiry before the House when completed:

(a) the report of the Commission of enquiry on PANAM plane hijacking attempt at KARACHI International Airport in early September, 1986; and

(b) the report of enquiry Commission on the PIA Fokker Plane crash at Peshawar in October, 1986. If so when will these reports be laid on the table of the House?

Sahabzada Yaqub Khan: (a) The final report of the Commission of Inquiry on hijacking of Panam Aircraft at Karachi International Airport on September 5, 1986 has not been received yet by the Government. The question of laying the report before the House will be considered after the report has been received, and processed.

(b) The final report relating to the accident to PIA Fokker Aircraft which occurred on 23rd October, 1986 at Peshawar is also still under compilation. Placing the report on the table of the House will be considered after it is received and processed.

LINKING OF MIRAN SHAH WITH S.T.D. SYSTEM

52. **Malik Sadullah Khan:** Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) by what date would Miran Shah be connected with the Direct Dialing System; and

(b) whether there is any possibility to reserve the Tochi Telephone Exchange for Tochi only and connect all civil telephone lines in Miran Shah with the Civil Telephone Exchange?

[Malik Nasim Ahmad Aheer]

Malik Nasim Ahmad Aheer: (a) It is planned to be connected by the end of 1987-88.

(b) There is no Civil Telephone Exchange at Tochi. There is only 50 lines manual board installed at Tochi for the use of Tochi Scouts exclusively being operated and used by the Frontier Corps.

PIA EMPLOYEES FROM FATA

53. ***Malik Faridullah Khan**: Will the Minister Incharge of the Aviation Division be pleased to state the total number of employees from FATA working in PIA alongwith the details of their names, grades and place of domicile?

Sahabzada Yaqub Khan: 32 employees belonging to FATA are serving in PIAC. Their required particulars are given at Annexure-A.

Annexure-A

LIST OF EMPLOYEES FROM TRIBAL AREA AS ON 31-12-1986

Deptt.	Staff Name	Designation	Pay Group	District	
1	2	3		4	5
FLT OPS.	31741 Qayuum Sher.	First Officer F-27.	SPL CC	FATA	South Waziristan Agency.
FLT OPS.	35206 Iqbal Forakzai.	CAPT. F 27	SPL CC	FATA	Adjoining Kohat Distt.
FLT OPS.	33899 Sher Shah.	Flt. Engr. B-707.	SPL CC	FATA	Village and P.O. Sherkera Adjoining Peshawar Distt.
GEN SER	44960 Mohd. Amjad Hameed.	Med. Offr.	VI	FATA	Orakzai Agency.
GEN SER	45440 Ali Marjan.	T.Offr. Maint.	VI	FATA	South Waziristan Agency.
CORD	26464 B. Hussain.	Sec. Offr.	V	FATA	Adjoining Kohat Distt.
CORD	28633 Abdul Rahim Khan.	Sec. Offr.	V	FATA	Adjoining Kohat Distt.
CORD	43673 Fazl-i-Ghaffar.	Inv. Offr.	V	FATA	Malakand Agency.
MKT	44878 Sakhi Syed.	Sales P Offr.	V	FATA	Kuram Agency.
ADMIN	43554 Ahmed Junaid.	S. Plang. Offr.	V	FATA	Malakand Agency.

1	2	3		4	5
CSD	35832 Mahboob Ahmed.	L. Flt. Steward.		FATA	Malakand Agency.
CORD	08492 Sultullah Khan	Sec. Guard.		FATA	Adjoining D.I. Khan Distt.
CORD	11021 Shah Durran.	Sec. Guard.	III	FATA	Adjoining Kohat Distt.
CORD	17539 Zawwar Jan.	Sec. Guard.	III	FATA	Adjoining Kohat Distt.
CORD	25093 Ali Mansha.	Sec. Guard.	III	FATA	Adjoining Kohat Distt.
CORD	26046 Khial Bat Khan.	Sec. Guard.	III	FATA	Adjoining Kohat Distt.
CORD	32665 S. Abid Hussain.	Sec. Guard.	III	FATA	Kuram Agency.
CORD	34879 Akhir Shah	Sec. Guard.	III	FATA	Adjoining Kohat Distt.
MKT	36280 Momin Khan.	Res. Tkt. Asstt Asstt.	III	FATA	Musakhel Moham-mad Agency.
CORD	36958 Gulzar.	Sec. Guard.	III	FATA	Malakand Agency.
A & MS	37167 Saeed Ahmed Khan.	Str. Keeper.	III	FATA	Malakand Agency.
CORD	38158 Taj Moham-mad.	Sec. Guard.	III	FATA	Khyber Agency.
MKT	40483 K. Noor.	Cargo Asstt.	III	FATA	Bajur Agency.
CORD	43786 M. S. Ali.	Sec. Asstt.	III	FATA	Adjoining Kohat Distt.
CORD	43848 Shafi-uz-Za-man.	Sec. Guard.	III	FATA	Adjoining Kohat Distt.
CORD	44137 M. S. Qureshi.	Sec. Guard.	III	FATA	Adjoining Kohat Distt.
CORD	44230 Raza Khan.	Sec. Guard.	III	FATA	Adjoining Peshawar Distt.
A. & MS.	44821 Nasrullah Khan.	A. Camera Optr.	III	FATA	Khyber Agency.
A. & MS	30521 Ulab Khan.	Loader.	II	FATA	Khyber Agency.

1	2	3		4	5	
A. & MS	39698 S. N. Hasan.	Loader.	II	FATA	Orakzai Agency.	
CORD	40177 K. Khan.	Sec. Guard.	II	FATA	Adjoining Distt.	Kohat
CORD	45332 Anwar Khan.	Sec. Guard.	II	FATA	Adjoining Distt.	Kohat

Total Selected Records-32

(54. Deferred for next rota day.)

CO-ORDINATION OF SYLLABI FOR RELIGIOUS TEACHINGS

*133. ***Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi**: Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) whether there is any agency to revise and coordinate the syllabi for religious teachings of the various (Islamic) schools of thought;

(b) whether the absence of such an agency is not hampering the pace of Islamization in the country; and

(c) whether the task of coordination and revision cannot be entrusted to the Council of Islamic Ideology and if not, why not?

Malik Nasim Ahmad Aheer: (a) No.

(b) The need for coordination is there but it has to be undertaken by the Madaris, which are independent institutions and not a part of the Govt. set-up.

(c) No. The Council of Islamic Ideology is not concerned with the Curricula and Syllabi of Deeni Madaris.

STUDENTS SENT ABROAD FROM BALUCHISTAN

@159. ***Engr. Syed Muhammad Fazal Agha**: Will the Minister for Education be pleased to state the total number of students sent abroad for higher education from Baluchistan Province for the last two years alongwith their names, Departments and place of permanent residence?

*Transferred from Religious Affairs and Minorities Affairs.

@Transferred from Establishment Division.

Malik Nasim Ahmad Aheer: During the past two years *i.e.* 1984-85, 1985-86, 20 students/scholars have been sent abroad by the Ministry of Education for high studies.

Their names, Depts. and places of permanent residence may please be seen at (Annex-I).

Annexure I

DETAILS

S. No.	Year	Name	Scheme under which sent	Department	Place of permanent residence
1.	1984-85	Mr. Aminullah Mangal ..	Cultural Scholarship	Nil.	Nushki District Chagai.
2.	,,	Mrs. Nargis Sadiq Sh. ..	Do.	University of Baluchistan.	Quetta (H. No. 5—11/85-86, Quarry Road).
3.	,,	Dr. Ashraf Hussain ..	Do.	Nil.	Quetta (H. No. 4—36/25, Pinni Road.).
4.	,,	Mr. M. Arif	COT	Govt. Science College.	Quetta.
5.	,,	Mr. Mansur Akbar Kundi ..	COT	University of Baluchistan.	D.I. Khan. (Kundi House, Faqir Street).
6.	,,	Mr. Nisar Ali	Merit	Nil.	Machh (H. No. II, Imam Bara Road.
7.	1985-86	Dr. Sohail Zahid ..	Cultural Scholarship	Nil.	Quetta (H. No. 9—14/28(4) Civil Street Road).
8.	,,	Mr. Abid Murtaza Khan ..	Cultural	Jem Stone Corp. of Pakistan Malakand. N.W.F.P.	Karachi (Born in Quetta).
9.	,,	Mr. Basit Ali	Do.	Nil.	Quetta,-(H. No. 4—33/14-A, Mali Alaf Din Road).
10.	,,	Mr. M. Munir	Tech. Assistance.	University of Baluchistan.	Quetta (G—15, University Colony).
11.	,,	Miss. Iffat	Do.	S.R.O. UGC Islamabad.	Quetta (Soriab Road).
12.	,,	Mr. Ghulam Nabi ..	COT	University of Baluchistan.	Quetta (Mastung, Kalat).
13.	,,	Mr. Badrul Islam ..	Do.	Do.	Quetta (Faiz Mohammad Road).
14.	,,	Mr. Izhar Hussain ..	Merit	Nil.	Quetta (D. 46, Wahadat Colony).
15.	,,	Miss. Zeba Iqbal ..	Do.	University of Baluchistan.	Quetta (310—B, Shahrahi Tipur).
16.	,,	Mr. Mehtab Ali Sd. ..	Do.	Do.	Quetta (H. No. 4—18 40) Art School Road Quetta.
17.	,,	Mr. Tahir Haseem Kazi ..	Do.	Do.	Quetta (9—14/210, Stawart Road).
18.	,,	Mr. Majeed Amjad ..	Q.A. Scholarship.	Nil.	Quetta (H. No. 68, Lytton Road, Quetta)
19.	,,	Mr. Sardar M. Ayub ..	Do.	University of Baluchistan.	Quetta (Arbab Karam Khan Road).
20.	,,	Miss. Rehana Asghar ..	Do.	Do.	Quetta (Railway Colony).

LEAVE OF ABSENCE

جناب قائمقام چیئرمین : رخصت کی درخواستیں ، جناب امیر عبداللہ خان روکڑی صاحب اپنی ذاتی مصروفیات کے باعث اجلاس میں شرکت نہ کر سکے اس لئے انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائمقام چیئرمین : جناب ممتاز احمد خان ۸ تا ۲۲ جنوری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی یہ رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائمقام چیئرمین : ڈاکٹر محبوب الحق صاحب اسلامی سربراہ کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے کویت تشریف لے جا رہے ہیں اس لئے انہوں نے ایوان سے ۲۵ تا ۲۹ جنوری رخصت کی درخواست کی ہے ، کیا آپ ان کی یہ رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائمقام چیئرمین : اس موشن پر بحث ہونے سے پہلے میں نسیم آہیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ یہ دیکھ لیں کہ ان کے سوالات میں جو انگریزی اور اردو کا تفاوت ہے جوابات میں ، تو اگلی دفعہ جب آپ کے سوالات کی ٹرن ہوگی اس میں آپ ان کو شامل کریں گے اور سینٹ سیکرٹریٹ سے بھی میں یہ کہتا ہوں کہ اس کو ذرا دیکھ لیں ۔

جناب جاوید جبار : جناب چیئرمین صاحب ! آپ میری تحریک استحقاق کو ریکارڈ میں لے لیں تاکہ دوسری دو تحریکیں جو پیش ہوئی ہیں ان کے ساتھ آپ اس کو لے سکیں ۔

جناب قائمقام چیئرمین : میرے خیال میں پہلے جو تحاریک پیش ہوئی ہیں اور ان پر چیئرمین صاحب نے اپنا فیصلہ محفوظ رکھا ہے تو آپ کی تحریک بھی اس میں ہے میں

یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کی یہ تحریک پڑھی ہوئی تصور کر لی جائے ، اگر آپ پیش کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں ۔

Mr. Javed Jabbar: Sir, I was just asking whether it has been read into the record because I was not present on that day.

جناب قائمقام چیئرمین : آپ پڑھ لیں ۔

PRIVILEGE MOTION; *RE:* ARREST OF MPAs FROM SIND ASSEMBLY PRECINCTS

Mr. Javed Jabbar: I read into the record so that it can be dealt with together. Thank you.

Mr. Chairman, I ask for leave to move that the privilege of this House has been breached by the violation of parliamentary traditions committed through the arrest of members of the Sind Provincial Assembly from the premises of the Sind Assembly on January 22, 1987 without the prior knowledge and consent of the Speaker of the Sind Assembly in contravention of the Sind Assembly Members Privileges Act. The Senate is elected by members of the four Provincial Assemblies of Pakistan this special relationship gives the Senate a specific responsibility to ensure that the pretext of provincial autonomy or the sovereign jurisdiction of the Provincial Assembly do not prevent the supreme legislative body of the Federation from taking note of this breach of parliamentary norms and laws. It is apprehended that this matter may not be given due consideration in the Sind Assembly because the same Government that ordered the arrests possesses a majority in the Sind Assembly. This apprehension is substantiated by the fact that virtually all arrested from the premises of the Assembly belonged to opposition groups of the Sind Assembly. The arrest were part of an incident in which women citizens were attacked by Police personnel in the Sind Assembly premises. This entire episode should be discussed in this House to determine the mode of intervention by the Senate in order to protect and preserve parliamentary traditions and democratic principles. Thank you.

Mr. Hasan A. Shaikh: As privileges' domain is within the Sind Provincial Assembly, we cannot discuss the privileges of the Sind Provincial Assembly here.

جناب قائمقام چیئرمین : اس کے بارے میں لاء منسٹر نے اپنی خواہش کا اظہار کر دیا تھا ۔

Mr. Hasan A. Shaikh: He has not only read his motion but he has read a lot of details,. . . . . (*interruption.*)

Mr. Javed Jabbar: No. I have not, Sir.

Mr. Hasan A. Shaikh: Therefore, he needs to be corrected that it is not his function as a Senator to consider the question of privilege of members from the Privincial Assembly of Sind. Provincial Assembly of Sind has its own procedure rules. . . .

جناب قائمقام چیئرمین : میرا خیال ہے ایڈمیسیبلٹی دیکھنے کے بعد اس کو دیکھیں گے۔

جناب حسن اے شیخ : ایک منٹ اور عرض کرتا ہوں انہوں نے اعتراض یہ کیا ہے کہ صاحب کچھ ممبروں کو arrest کرنے کے بعد اطلاع دی آپ کے رولز میں بھی یہ ہے۔

That after a member is arrested, the Speaker has to be informed, not before that. There is no provision anywhere either in the Sind Provincial Assembly Rules or in our Rules for information before arrest.

جناب جاوید جبار : جناب چیئرمین ! کیا یہ ایڈمیسیبلٹی پر بحث ہو رہی ہے ؟

جناب قائمقام چیئرمین : اسے ڈسکس نہیں کیا جا سکتا ، شیخ صاحب آپ مہربانی کریں تشریف رکھیں ۔

MOTION UNDER RULE 229

Mr. Wasim Sajjad: Sir, with your permission I move;

"That under Rule 229 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, requirement of sub-rule (2) of rule 114 of the said Rules in its application to the motion under Rule 187 relating to massing of Indian troops on Pakistan border with India, be suspended."

Mr. Acting Chairman: The motion before the House is;

"That under Rule 229 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, requirement of sub-rule (2) of Rule114 of the said Rules in its application to the motion under Rule187 relating to massing of Indian troops on Pakistan border with India, be suspended."

(*The Motion was adopted*)

Mr. Wasim Sajjad: Sir, with your permission I move that the situation arising out of the massing of Indian troops on Pakistan border with India be discussed.

DISCUSSION ON THE SITUATION ARISING OUT OF THE MASSING OF INDIAN TROOPS ON PAKISTAN BORDERS

جناب قائمقام چیئرمین : قاضی حسین احمد۔

جناب جاوید جبار : کیا آپ ہر سپیکر کے لئے کوئی وقت کی حد مقرر کر رہے ہیں ؟

جناب قائمقام چیئرمین : یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ میری تو یہ خواہش ہے کہ جتنا آپ بولنا چاہیں اس پر بول سکتے ہیں، جی قاضی صاحب۔

قاضی حسین احمد : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، جناب چیئرمین ! یہ ایک حقیقت ہے کہ اس وقت پاکستان اور ہندوستان کی سرحدوں پر دونوں افواج اپنی پوری تیاری کے ساتھ آمنے سامنے کھڑی ہیں اس کا اظہار ہندوستان میں بھی ہوا ہے اور پاکستان میں بھی ہوا ہے اور اس میں پہل ہندوستان نے کی ہے اور اس نے اپنے ان ڈویژنوں کو بھی کمانڈو ڈویژنوں کو، جن پر اسے بہت بڑا فخر ہے راجستھان کے سیکٹر پہ کھڑا کر دیا ہے، اس وقت ہندوستان داخلی مشکلات سے دوچار ہے اور خاص طور سے مشرقی پنجاب میں سکھوں کی وجہ سے ان کے لئے ایک مشکل کھڑی ہو گئی ہے ۔ وہ اپنے ان اندرونی اختلافات سے توجہ ہٹانے کے لئے پاکستان سے کوئی لڑائی چھیڑنا چاہتا ہے اور یہ ہندوستان کی تاریخ ہے ، ہندوستان نے ہمیشہ اپنی داخلی صورت حال اور مشکلات سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لئے پاکستان کو نشانہ بنانے کی کوشش کی ہے بلکہ داخلی طور پر پاپولرٹی حاصل کرنے کے لئے اور انتخابات جیتنے کے لیئے بھی انہوں نے پاکستان سے جنگ کا راستہ اختیار کیا ہے اور اس وقت بھی راجیو گاندھی اسی راستے پر چلنے کی کوشش کر رہا ہے کیونکہ بحیثیت ایک لیڈر کے اس کی حالت اور اس کی ساکھ اس وقت مجروح ہو رہی ہے اور وہاں کے "ہندوستان ٹائمز" نے چند ہی روز پہلے اس کے بارے میں یہ اداریہ لکھا کہ ہندوستان یہ افورڈ نہیں کر سکتا کہ اس قسم کے لاابالی لیڈر کو وہ اپنا لیڈر تسلیم کریں ۔ خود "ہندوستان ٹائمز" جیسے ایک باوقار اخبار نے اپنے پرائم منسٹر کے بارے میں یہ رائے دی ہے کہ اس کے لاابالی پن کی وجہ سے جس نے اپنے فارن سیکرٹری کو ہٹا دیا اس سے ہندوستان مشکلات میں گھر سکتا ہے اس قسم کا لیڈر اپنی ساکھ بحال

[Qazi Hussain Ahmad]

کرنے کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہے اور جیسے آج کے اخبارات میں یہ رپورٹ آئی ہے انٹرنیشنل میڈیا کی طرف سے کہ ہندوستانی اور پاکستان میں جنگ چھڑنے کے لئے صرف ایک بلٹ فائر کرنے کی ضرورت ہے ہم ایک سنجیدہ صورت حال سے دوچار ہیں اور پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلانا اسی مقصد اور اسی غرض کے لئے بلانا اس بات کی ایک علامت تھی اور اس میں وزیراعظم کا تقریر کرنا اس بات کی ایک علامت تھی، کہ ہم واقعی ایک مشکل صورت حال سے دوچار ہیں۔

جناب چیئرمین! اگر واقعی صورت حال اتنی مشکل ہے اگر ہندوستان کے ساتھ ساتھ اس بارڈر کے ساتھ ساتھ مغربی بارڈر پر ہمیں ایک تھریٹ کا سامنا ہے کیونکہ یہ بات بھی ہر کہ ومہ کہہ رہا ہے کہ روس خود پاکستان پر حملہ آور ہونے کی بجائے ہندوستان کو اکسائے گا اور ہمیشہ اس نے ہندوستان کو اکسایا ہے اس سے پہلے بھی ہماری ۷۱ء کی جنگ جو ہندوستان سے ہوئی ہے اس میں بھی روس کی شہ پر ہندوستان ہم پر حملہ آور ہوا ہے اور اس وقت بھی انٹرنیشنل اور بین الاقوامی نزاکتوں کی وجہ سے خود روس چڑھائی کرنے کی بجائے ہندوستان کو اس بات پر آمادہ کر رہا ہے تو اس میں کئی ایسے عوامل ہیں جن کی وجہ سے یہ بات قرین قیاس ہے اور اس بات کا امکان ہے کہ ہندوستان پاکستان پر حملہ آور ہو جائے۔ جناب چیئرمین! امریکہ نے پہلے بھی ۶۵ء اور ۷۱ء کی جنگ میں جو رول ادا کیا ہے اس سے ہماری قوم مطمئن نہیں ہے اور اس پر ہماری قوم اور ہمارے لوگ اعتماد نہیں کر سکتے کہ امریکہ ہماری مدد کے لئے آئے گا اور خاص طور سے ہندوستان جب حملہ آور ہو گا اس میں کوئی commitment بھی امریکہ نے نہیں کی اور امریکہ نے اس بات میں ایک خصوصی احتیاط برتی ہے، جب ان کا کوئی لیڈر پاکستان کے حق میں کوئی بات کہہ بھی دے تو ہندوستان کو مطمئن کرنے کے لئے اور راضی کرنے کے لئے ایک دوسرا بیان دیا جاتا ہے اگرچہ امریکہ کہتا ہے کہ وہ جارح کے مقابلے میں پاکستان کی مدد کرے گا لیکن جناب چیئرمین! اس طرح کی جنگ میں جارح کا فیصلہ کرنا کسی کے لئے ممکن نہیں ہوتا کہ پہل کس نے کی ہے اور جارحانہ اقدام کس نے کیا ہے۔ ہندوستان ڈپلومیٹک شور مچانے میں بہت ماہر ہے جب بھی اس کا کوئی برا ارادہ ہوتا ہے تو اس کے تمام سفارت خانے، اس کے تمام اخبارات اور دنیا بھر میں ان کی جو لابی پھیلی ہوئی ہے۔ وہ عالمی سطح پر ایک شور مچا دیتی ہے کہ ہمیں پاکستان سے خطرہ ہے ہمیں پاکستان سے خطرہ ہے۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ

پاکستان ان کی نسبت اپنی قوت کے اعتبار سے ۱/۸ بھی نہیں ہے ۔ اپنے فوجی وسائل کے لحاظ سے ۔ لیکن اس کے باوجود اپنے ڈپلومیٹک زور شور کی وجہ سے اور اثر و رسوخ کی وجہ سے اور اپنی بین الاقوامی لابی کی مہارت کی وجہ سے وہ تمام لوگوں کو یہ یقین دہانی کرا دیتا ہے کہ ہمیں پاکستان سے خطرہ ہے اور پاکستان کو جو بھی ہتھیار مل رہے ہیں وہ کسی اور کے خلاف نہیں ہے وہ ہندوستان کے خلاف ہے اس لئے ہم اس بات کی کوئی ضمانت نہیں دے سکتے کہ حملہ بھی ہندوستان کر دے اور جارح بھی ہمیں قرار دیا جائے اس لئے امریکہ پر انحصار کرنا ایک احمقانہ کام ہوگا ۔

اس لئے جناب چیئرمین ہمیں اپنے وسائل پر دار و مدار اور بھروسہ کرنا ہے اور ہمارے وسائل میں سب سے بڑا وسیلہ جو ہمارے پاس ہے وہ اللہ پر ایمان کے بعد اپنے پاکستان کے مسلمان عوام ہیں ۔ اللہ پر ایمان اور اس کے ساتھ پاکستان کے عوام کی تیاری یہ ہماری دو بڑی قوتیں ہیں جن کے ذریعے ہم ہر بڑے دشمن کا مقابلہ کر سکتے ہیں ۔ لیکن جناب چیئرمین ! مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ باوجود اس کے کہ پارلیمنٹ کا اجلاس بلایا گیا اور بڑا اہتمام کیا گیا لیکن وزیر اعظم کی تقریر کو میں بس یہی کہوں گا وہ کسی سیاسی لیڈر اور کسی سیاسی ذہن کی تقریر نہیں تھی جو وہ ایسے کرائسز کے موقع پر کرتا ہے اس کی ڈیلیوری بھی اس انداز کی نہیں تھی جو ایک سیاسی لیڈر بحران کے وقت اپنی قوم کو اس چیلنج کا سامنا کرنے کے لئے جس انداز میں اٹھاتا ہے وہ ایک ڈپلومیٹ نے تیار کی تھی وزارت خارجہ نے تیار کی تھی اور تمام سفارتی آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے خطرہ بھی ہے اور خطرہ نہیں بھی ہے ، کشیدگی کو کم کرنا چاہتے ہیں ، فوجیں دونوں طرف سے ایک دوسرے کے سامنے بھی ہیں لیکن ایک دوسرے کے آمنے سامنے بھی نہیں ہیں ، جنگ کا کوئی خاص خطرہ بھی نہیں ہے پھر بھی ہم نے تمام لوگوں کو یہاں اکٹھا کیا ہے ۔ کرائسز کے موقع پر یا بحران کے موقع پر کسی سیاسی لیڈر کا کام نہیں ہوتا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم کرائسز میں ہیں ۔ ہم بحران میں ہیں تمام قوم کو اکٹھا کرنے کی ضرورت ہے ۔ پوری قوم کو متحد کرنے کی ضرورت ہے پوری قوم کو اس خطرے سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے متنبہ کرنے کی ضرورت ہے ، خبردار کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ اکٹھے اٹھیں وہ ایک جان بن کر اس چیلنج کا مقابلہ کر سکیں ۔ لیکن بدقسمتی سے ہمیں وہ قیادت میسر نہیں ہے جو یہ کام کر سکے . . . .

جناب حسن اے شیخ: کوائسچن۔

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین! کیا آپ اس کی اجازت دیں گے کہ کوائسچن کے ذریعے سے ....

جناب قائمقام چیئرمین: نہیں، میرے خیال میں نہیں۔

Mr. Hasan A. Sheikh: This is an ordinary Parliamentary practice. When I do not accept what he says. I say 'Question', that is all. He should understand that.

قاضی حسین احمد: کریں جی کوئسچن۔

جناب قائمقام چیئرمین: نہیں، پارلیمانی روایات میں یہ کوئسچن ہوتا ہے جی۔

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین کسی کو interrupt کرنے کا یہ طریقہ ہے۔ میں قومی مفاد میں بول رہا ہوں اس بات کو سامنے رکھیئے۔

Mr. Hasan A. Sheikh: Question.

قاضی حسین احمد: میں جو بات کر رہا ہوں میں قوم کے مفاد میں کر رہا ہوں اور میں اس لئے یہ کہہ رہا ہوں کہ اس قوم کو اس قیادت کی ضرورت ہے جو کہ ان کو انسپائر کر سکے۔ جو کہ ان کے اندر ایک نئی روح بیدار کر سکے آپ کے ریڈیو اور ٹیلیویژن اس وقت بھی طاؤس و رباب میں مشغول ہیں آپ کے ذرائع ابلاغ کوئی وہ کام نہیں کر رہے ہیں جو بحران کے وقت قوم کو تیار کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں آپ کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے ان جنگی ترانوں پر بھی پابندی عائد کر دی ہے جن جنگی ترانوں کی وجہ سے ۶۵ء میں قوم اکٹھی ہو گئی تھی اور اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ آپ کی حکومت نے تو ہندوستان کے ساتھ معاہدہ کیا ہے اور آپ کی حکومت نے نسیم حجازی کی کتاب "خاک و خون" کی بنیاد پر جو فلم بنی تھی اس پر پابندی لگا دی ہے جس کی نمائش سے ہندوستان ناراض ہوتا ہے آپ کے ذرائع ابلاغ تو اس کی رضا جوئی میں لگے ہوئے ہیں آپ کے صدر تو کہہ رہے ہیں کہ ہم وہاں کرکٹ میچ دیکھنے کے لئے جائیں گے۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر واقعی صورت حال کشیدہ ہے، اگر واقعی بحران ہے، اگر واقعی ملک میں لوگوں کو متحد اور اکٹھا کرنے کی ضرورت ہے تو

اس حکومت نے اس کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں ؟ کیا یہ حکومت اس کے لئے تیار ہے کہ قوم کے اندر جذبہ جہاد پیدا کیا جائے؟ مجھے معلوم ہے مجھے ذرائع ابلاغ کے ذمہ دار ، لوگوں نے بتایا ہے کہ ہماری حکومت قوم کے اندر جذبہ جہاد پیدا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی - اس حکومت کی پالیسی ہے کہ قوم کے اندر یہ جذبہ پیدا نہ ہو بلکہ قوم کو منتشر کر دیں - میں سمجھتا ہوں کہ کراچی کے جو واقعات ہوئے ہیں . جس کی وجہ سے کراچی کی صورت حال ابتر ہے جس کی وجہ سے ہم اندرونی کشمکش میں مبتلا ہوئے ہیں مجھے یہ معلوم ہے کہ اس میں ان ایجنسیوں نے بھی ایک رول ادا کیا ہے جو سمجھتی ہیں کہ مہاجر اور پٹھان اکٹھے ہو جائیں تو کراچی ایک شعلۂ جوالا بن کر اٹھتی ہے کراچی کا شہر ایک زندہ شہر بن کر اٹھتا ہے وہ قوم کے لئے ایک ایسا تنور بن جاتا ہے کہ اس کے اندر قوم جھلس سکتی ہے ، دشمن جھلس سکتا ہے - کراچی کا شہر دشمن کے لئے وہ ایک تنور ہے لیکن اس کے اندر پٹھان مہاجر کی کشمکش پیدا کر دو تاکہ وہ سیاسی طور پر مردہ ہو جائے - وہ اٹھ نہ سکے وہ چیلنج کا مقابلہ نہ کر سکے وہ ظالموں کے گریبان میں ہاتھ نہ ڈال سکے - میں سمجھتا ہوں جناب چیئرمین ! کہ یہ کسی ایسی قیادت کا وتیرہ نہیں ہے جو قوم کو کرائسز کے دوران تیار کرنا چاہتی ہو ہمیں بڑے بحران کا سامنا ہے لیکن میں اس بات پہ ایمان و یقین رکھتا ہوں کہ ہماری قوم میں وہ صلاحیت ہے قومی مزاحمت اور چیز ہے ، ہتھیار اور فوج دوسری چیز ہیں ہتھیار فوج نے پہلے بھی ڈالے ہیں اور بعد میں بھی ڈال سکتی ہے لیکن ہماری قوم میں زندہ رہنے کی جرأت ہے ، صلاحیت ہے ، آزاد رہنے کی اس میں صلاحیت ہے ہم اسی جذبے سے سرشار ہیں جس جذبے سے افغان عوام سرشار ہیں جس قوم میں ایک کروڑ ۷۰ لاکھ کی تعداد میں ہونے کے باوجود دنیا کی سب سے بڑی منظم فوجی طاقت کو اس بات پہ مجبور کر دیا ہے کہ وہ آپ کے دروازے پہ جھک رہی ہے صلح کے لئے پکار رہی ہے اور ساری دنیا میں صلح کے لئے درخواستیں کر رہی ہے . ہم اسی قوم کے افراد ہیں - اسی قوم کے نو دس کروڑ عوام یہاں رہتے ہیں یہ قوم اس کی صلاحیت رکھتی ہے یہ قوم تو کیا ہندوستان کے لئے میں تو کراچی اور لاہور کو ہی کافی سمجھتا ہوں - جب ۶۵ء کی جنگ میں ہماری فوج کے سامنے مختلف راستے تھے کیا

[Qazi Hussain Ahmad]

بی آر بی کینال پر ان کو روک دیں یا کیا وہ اس کو عبور کر لیں تو پھر ہماری یہ ڈیفنس لائن ٹوٹ جائے تو پھر ہم کیا کریں تو اس وقت جناب چیئرمین! انہوں نے یہ بھی سوچا تھا کہ ہندوستان کی فوج کو لاہور میں آنے دیں اور انہوں نے کہا کہ یہ ہمیں اعتماد تھا کہ ہندوستان کی کئی ڈویژن فوجوں کو لاہور کے شہری ہاکیوں اور ڈنکوں سے مار مار کر ختم کر دیں گے ایسا جذبہ تھا اور وہی قوم پورے ملک میں پھیلی ہوئی ہے جو پہاڑوں میں، وادیوں میں، دریاؤں میں، جنگلوں میں اور شہروں میں اور گلی کوچوں میں لڑنے کا حوصلہ رکھتی ہے اور یہ ہندوستان اور روس کی مشترکہ قوت کا مقابلہ کر سکتی ہے لیکن اس قوم کے اس جذبے کو بیدار کرنے کرنے کی ضرورت ہے اس آتش اور اس چنگاری کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے جو اس کی خاک میں پنہاں ہے جس کے بارے میں اقبالؒ نے کہا تھا کہ ؎

؎ کیا عجب میری نوا ہائے سحر گاہی سے
زندہ ہو جائے وہ آتش کہ تیری خاک میں ہے

وہ جو اس کی خاک میں آتش چھپی ہوئی ہے جو معجزات دکھا سکتی ہے جو معجزے سرانجام دے سکتی ہے اس کو ابھارنے کے لئے اس وقت ذرائع ابلاغ بھی ایک قوت ہیں ذرائع ابلاغ موجودہ وقت میں اسلحے سے زیادہ بڑی قوت عوام کا اپنا حوصلہ اور مزاحمت کی قوت ہوتی ہے آپ ریڈیو اور ٹیلیویژن پر طاؤس و رباب اور بچوں کو ناچ گانے والا سلسلہ ختم کر دیں آپ کے اس ٹی وی میں بچوں کو گانے اور ڈانس سکھائے جاتے ہیں ان کو نئے نئے فیشن سکھائے جاتے ہیں اس کے بارے میں شاعر اسلام اور مفکر پاکستان نے کہا ہے کہ

؎ میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

جب قومیں ابھرتی اور آگے بڑھتی ہیں جب قومیں پیشرفت کرتی ہیں جب راحت اور بلندیوں کی طرف جاتی ہیں تو اس وقت ان کے ہاتھ میں شمشیر و سناں ہوتی ہے وہ ایک جذبہ جہاد سے سرشار ہوتی ہیں لیکن جب قوم انحطاط پذیر ہوتی ہے جب ان پر زوال آجاتا ہے تو اس وقت ان کے ہاتھوں میں طاؤس و رباب ہوتا ہے، طاؤس و رباب کو ایک طرف کر کے قوم کو شمشیر و سناں کا عادی بنا دیں۔ اور پھر اپنی قوم سے نہ ڈریں اپنی قوم سے خوفزدہ نہ ہوں اپنی قوم کے جذبہ جہاد سے بھی خوفزدہ نہ ہوں اور اگر اپنی قوم کے اندر اسلحہ تقسیم کر دیا جائے تو اس سے بھی خوفزدہ نہ ہوں اپنی قوم

کو تربیت دیں اپنی قوم کو اخلاقی رفعتوں کی طرف لائیں۔ اور انحطاط سے بچنے کے لئے جہاد کا جذبہ ضروری ہے آپ کی قوم آپس کی تمام لڑائیاں بھول جائے گی۔ اپنی قوم کو پیغام دیں۔

آپ اپنے عقیدوں کو ٹھیک کریں۔ آپ پلاٹوں کے حصول سے ہٹ جائیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کی حکمران پارٹی اسی میں لگی ہوئی ہے کہ کہاں سے مفاد حاصل کیا جا سکتا ہے کہاں پلاٹ مل سکتا ہے کس جگہ یہ پلاٹ مل سکتا ہے۔ آپ کی اسمبلی پارٹی میں یہ ڈسکس ہوا ہے کہ پارٹی کے ممبران کو، سینٹ کے ممبران کو اسلام آباد میں ۲۰ لاکھ کے پلاٹ دیئے جائیں۔ ۲۰ لاکھ روپے کا پلاٹ قومی خزانے کو ۲۰ لاکھ روپے سے محروم کر کے دو لاکھ روپے میں آپ دیتے ہیں یہ اٹھارہ لاکھ روپے آپ کس خوشی میں آپ.... (مداخلت)

جناب شاد محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ یہ پلاٹ کا کیا تعلق ہے ہندوستان اور بارڈر کی فوجوں کے ساتھ کیا تعلق ہے کہ مراعات دی جائیں یہ دیا جائے وہ دیا جائے یہ موضوع سے باہر چلے گئے ہیں سر۔ It is irrelevant Sir,

جناب قائمقام چیئرمین: جی قاضی صاحب یہ اہم موضوع ہے اسے مقامی طور پہ الجھانے کی کوشش نہ کریں جو اصل واقعات ہیں اس کی طرف رہیں تو اچھا ہے۔

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, we do not know that a member of the Senate went to Minister for Interior for some advantages....

Mr. Acting Chairman: Shaikh Sahib, please take your seat.

قاضی حسین احمد: میں کہتا ہوں کہ اس طرح یہ حلال نہیں ہے حرام ہے یہ اس طریقے سے قومی خزانہ لوٹنا، ان چیزوں سے باز آجائیں اپنا وتیرہ ٹھیک کریں اور میں کہتا ہوں کہ ہم بھی مجبور ہوتے ہیں کہ وزیروں کے پاس جاتے ہیں سفارش کرنے کے لئے اس کے لئے آپ تمام چیزوں کو کمپیوٹرائیزر کر دیں تمام چیزوں کو قاعدے اور ضابطوں میں لائیں یہاں قاعدہ ضابطہ ٹوٹ جاتا ہے یہاں تمام چوریاں ہوتی ہیں قاعدہ ضابطہ کوئی نہیں ہے... (مداخلت)

جناب قائمقام چیئرمین: اصل مقصد کی طرف آئیے قاضی صاحب۔

قاضی حسین احمد: یہ اصل مقصد ہے جناب والا! جب تک آپ کا گھر ٹھیک نہ ہو جب تک آپ کی حکمران پارٹی درست نہ ہو۔ جب تک آپ کی حکومت ٹھیک نہ ہو۔

[Qazi Hussain Ahmad]

آپ قوم کو متحد نہیں کر سکتے آپ قوم میں جذبہ پیدا نہیں کر سکتے۔ آپ ان کو جہاد کی طرف راغب نہیں کر سکتے کس منہ سے ایک چور آدمی کسی دوسرے کو جہاد کی طرف شہادت کی طرف بلائے گا اس لئے میں چاہتا ہوں جناب چیئرمین! کہ گھر کو ٹھیک کر لیں اور گھر کو ٹھیک کرنے کے لئے جن اقدامات کی ضرورت ہے وہ اقدامات کر لیں اور قوم کو ابھارنے اور ان میں جذبۂ جہاد پیدا کرنے کے لئے وہ تمام راستے اور طریقے اختیار کریں۔ میں اس کے ساتھ ہندوستان کی حکومت کو اور اس کے ساتھ تمام دنیا میں اسلام اور پاکستان دشمن طاقتوں کو اندرونی ہوں یا بیرونی ہوں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں وہ قوم بستی ہے کہ جب ان کو ایک دفعہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ جو ایک صدر نے یہاں پڑھ کر سنایا تو تمام اس کے پچھلے اعمال بھول گئے سب چیزوں کو بھول گئے اور میدان میں نکل آئے وہی قوم یہاں بستی ہے۔

ہم جان، مال، سر ہر چیز کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں سامنے آنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر جارح دشمن ادھر بری آنکھ سے دیکھے گا تو اسے یہ غلط فہمی ہے کہ وہ اندرونی اختلافات سے فائدہ اٹھا سکتا ہے ہم ایک متحد سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں دشمن کے مقابلے میں، دشمن جس وقت بھی قدم رکھے گا تو انشاء اللہ میں آپ تمام لوگوں کو جماعت اسلامی کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے کہتا ہوں۔ میں متحدہ شریعت محاذ کا سیکرٹری جنرل بھی ہوں میں کہتا ہوں کہ تمام دینی عناصر ہر مکتب فکر کے یہاں اس انتظار میں ہیں کہ انہیں اللہ کے راستے میں جہاد اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہادت کا موقع میسر آئے و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ جی۔ مولانا کوثر نیازی صاحب۔

مولانا کوثر نیازی: جناب چیئرمین! مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ جناب وزیر اعظم نے یہ روایت ڈالی کہ پارلیمنٹ کو انہوں نے ایک نازک صورت حال سے آگاہ کرنے کے لئے دونوں ایوانوں کا مشترکہ اجلاس بلایا۔ لیکن اگر یہ اجلاس جاری رہتا اور اس میں اراکین کو اظہار خیال کا موقع دیا جاتا تو یہ زیادہ تعمیری نتائج پیدا کر سکتا تھا لیکن پارلیمنٹ کو پھر دونوں ایوانوں میں بانٹ دینے سے اس میں اظہار خیال کی وسعت سے وہ اثر پیدا نہیں ہو سکتا جو مشترکہ اجلاس کی صورت میں پیدا ہو سکتا تھا تاہم ان اجلاسوں میں ہونے والے اظہار خیال کے نتیجے میں اگر ہماری حکومت اپنی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کر سکے تو پھر بھی میں سمجھتا ہوں

کہ یہ مشق بے کار نہیں جائے گی۔ اس وقت ہماری سرحدوں پر جو صورت حال ہے وہ دسمبر ۸۵ء سے پیدا ہو چکی ہے ۔ اکتوبر ۸۵ء میں ہماری حکومت کو یہ اطلاع تھی کہ بھارت اب کے غیر معمولی طور پر سرحدوں پر جنگی مشقیں کرے گا یہ مشقیں موسم سرما میں ہوا کرتی ہیں یہ معمول ہے کہ پاکستان کی فوجیں بھی اور ہندوستان کی فوجیں بھی موسم سرما میں اس طرح کی مشقیں کرتی ہے لیکن اب کے غیر معمولی طور پر ایک کور کو ان مشقوں کے لئے لانے کی بجائے بھارتی حکومت نے کئی کور مشقوں کے لئے جمع کر دیں اور اس کی کم وبیش دو لاکھ فوج اس وقت ہماری سرحدوں کے قریب ایستادہ ہے اور دو لاکھ فوج کے لئے اسی طرح پٹرول ایمونیشن اور کھانے پینے کا سامان جمع کرنے کے لئے جتنے اخراجات کی ضرورت ہے اس کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ جب ہمارے وزیراعظم بنگلور تشریف لے گئے اور انہوں نے جناب راجیو گاندھی سے گفتگو کی تو خود راجیو گاندھی نے یہ کہا تھا کہ ان مشقوں پر کم وبیش تین سو چار سو کروڑ روپیہ خرچ ہو گا۔ اس لئے میں نے منسٹری آف ڈیفنس کو کہا ہے کہ اس سلسلے میں اچھی طرح غور کر لیا جائے ہمارے وزیراعظم شریف النفس انسان ہیں انہوں نے ان لفظوں کو ان کے ظاہری انداز پر محمول کیا اور وہ جب پاکستان واپس آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ ایک جنٹلمین کے الفاظ ہیں اور میں ان پر مطمئن ہوں ۔ تاہم یہ مشقیں جو ابھی فروری کے پہلے ہفتے میں ہوں گی ۔ اپریل تک ہمارے سر پہ ایک تلوار لٹکائے رکھیں گی ۔ اس لئے کہ فوجوں کو واپس جاتے جاتے اپریل تک کا زمانہ آجائے گا ۔ اس لحاظ سے ملک میں یہ بحرانی کیفیت اپریل تک کم سے کم ضرور باقی رہے گی اور اس وقت تک نہیں کہا جا سکتا کہ کب چنگاری بھڑک اٹھے اور کب مشقوں سے رخ، حقیقی جنگ کی طرف پھر جائے ۔

لیکن جناب چیئرمین اسوال یہ پیدا ہوتا ہے یہ جو صورت حال پیدا ہوئی جو اکتوبر ۱۹۸۵ء سے ہمارے نوٹس میں تھی کہ پیدا ہونے والی ہے ، اس ضمن میں ہم نے کیا انداز نظر اختیار کیا ۔ اور اس سے پہلے بھی بھارت کے

[Maulana Kausar Niazi]

ساتھ ہماری خارجہ پالیسی کا جو انداز رہا ہے اس میں ہم کہاں تک مستقل مزاج رہے ہیں۔ صورت یہ رہی ہے کہ جب کبھی بھارت متبسم ہوا تو ہمارے چہرے پر بھی مسکراہٹ کھل گئی جب کبھی اس کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہوئیں ہمارے دل میں ہلچل مچ گئی جب کبھی راجیو گاندھی نے اچھے لفظوں سے ہمارے ساتھ گفتگو کی ہم نہال ہو گئے اور جب کبھی ہمیں یہ محسوس ہوا کہ وہ روائتی محبوب کی طرح روٹھ گیا ہے تو ہم انگاروں پہ لوٹنے لگے۔ کوئی استقلال ہماری پالیسی میں کبھی نہیں رہا یہی بات میں نے اس وقت پارلیمنٹ کے اجلاس میں بھی کہی تھی کہ یہ کوئی انداز نہیں ہے ملک کا سب سے اہم آدمی بھارت میں جا کر وزیراعظم بھارت کو جان اور مال کی دعائیں دے اور درازئ عمر کی دعائیں دے اور خود یہ اعلان کرے کہ بھارتی وزیراعظم ازراہ کرم پاکستان کے دورے پر تشریف لانے کے لئے رضامند ہو گئے۔ گویا مزارعین کی بستی میں جاگیردار آنے والا ہو۔ گویا فقیروں کی بستی میں ایک بہت مخیر انسان آنے والا ہو۔ مژدہ ہو کہ وہ جس کا انتظار تھا برسہا برس سے اب وہ اپنے قدم اس سرزمین پر رکھنے والا ہے یہ کیا انتظار ہے جس کا ہم اب تک شکار رہے ہیں۔ ہمیں یہ نظر نہیں آتا کہ بھارتی پالیسی متغیر ہے۔ بھارتی پالیسی میں کوئی استقلال اور کوئی اس کے اندر ثبات نہیں ہے۔ پاکستان کے ضمن میں ثبات اگر ہے تو ایک بات کو ہے کہ اس کے دل سے بغض نہیں جاتا، اس کے دل سے عناد نہیں جاتا، اس کے دل سے پاکستان کے خلاف نفرت نہیں جاتی اور جتنے انداز ہیں وہ سب ظاہری ہیں وہ سب دکھاوے کے ہیں وہ سب گرگٹ کی طرح کے رنگ ہیں جو بدلتے رہتے ہیں۔ ایک شخصی پالیسی ہے جو بھارت کی خارجہ پالیسی میں روا رکھی گئی ہے ایک شخصی حکومت میں ایک شخصی پالیسی ہی ہو سکتی ہے۔

جناب چیئرمین! دو سال کے اندر چار وزرائے خارجہ بھارت میں تبدیل کئے جا چکے ہیں جس ملک میں دو سال میں چار وزرائے خارجہ تبدیل کئے جائیں آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس کی خارجہ پالیسی کا انداز کیا ہو گا کیا کبھی آپ نے سنا کہ اس طرح کسی وزارت خارجہ کے سیکرٹری کو برسرعام ذلیل کیا جائے جس طرح بھارت میں سیکرٹری خارجہ کو ذلیل کیا گیا کہ تمام پریس کے سامنے اسے snub کیا گیا اور کہا گیا کہ اگر اس نے بات کی ہے تو بہت جلد آپ کسی نئے سیکرٹری خارجہ سے بات

کریں گے یہ ہمارے ہی پاکستانی صحافی کے ایک سوال کے جواب میں جناب راجیو گاندھی نے اسلوب گفتگو اپنایا۔ یہ بھی عجیب بات ہے۔ ہمارے پریس کے ایک حصے سے بھی یہ انداز نہیں جاتا کہ راجیو گاندھی کے آنے کے ضمن میں آخر کیوں ہم اس قدر بے قرار اور بے چین ہیں۔ ہم نے دعوت

دے دی ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہم چاہتے ہیں بھارت کے ساتھ ہمارے تعلقات بہتر ہوں اسی میں دونوں ملکوں کی بھلائی ہے پڑوسی کے ساتھ اچھے تعلقات قائم رکھنا ہمارا مذہبی فریضہ ہے، ایک انفرادی پڑوسی کے ساتھ بھی اور اجتماعی طور پر ایک ملک پڑوسی کے ساتھ بھی تعلقات کو بہتر بنانا ہمارے مذہب کا حصہ ہے ہم نے اسے دعوت دے دی۔ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا، وہ نہیں آتا، نہ آئے، ہم آخر کیوں اس میں بیتاب اور بیقرار اور بے چین ہیں کہ وہ آرہے ہیں وہ آنے والے ہیں وہ اب تیار ہو گئے اب انہوں نے ارادہ منسوخ کر دیا ہے اب شاید خزاں میں آئیں گے اور خزاں میں آئیں گے تو بہار آ جائے گی، یہ انداز آخر ہمارا کیوں ہے، کیوں ہمارے پاکستانی صحافی کو یہ سوجھا کہ اس نے اس محفل میں یہ سوال کیا کہ آپ پاکستان کب تشریف لے جا رہے ہیں۔ کیوں ہم یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہم مرے جا رہے ہیں بھارتی وزیر اعظم کے خیر مقدم کے لئے وہ آتے ہیں۔ شوق سے آئیں، وہ نہیں آتے، نہ تشریف لائیں۔ نہ اس میں ہمارا کچھ بگڑتا ہے، نہ ان کا کچھ بگڑے گا، لیکن جناب چیئرمین! میں یہ عرض کروں گا کہ ہمیں اپنی قومی غیرت کو ہمیں اپنی قومی خودی کو، ہمیں اپنی قومی انا کو کسی صورت ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیئے۔ اس سلسلے میں ہمیں جو بھی پالیسی روا رکھنی ہے وہ اپنی قومی امنگوں، قومی احساسات، قومی خودی، قومی تشخص کی بنیاد پر روا رکھنی چاہیئے۔

دوسری گزارش جناب چیئرمین! اس ضمن میں یہ ہے کہ اگر یہ صورت حال پیدا ہوئی ہے جو بڑی سنگین صورت حال ہے کہ سب کچھ جمع ہے، جنگ کے سارے سامان جمع ہیں، صرف رخ بدلنے کی ضرورت ہے، صرف آرڈر دینے کی ضرورت ہے کہ جنگ کے شعلے بھڑک سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں ہماری حکومت کا کیا فرض ہے۔ ہماری حکومت کا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ وہ اس بات کو پہنچانے کہ

[Maulana Kausar Niazi]

Foreign policy begins at home، خارجہ پالیسی گھر سے شروع ہوتی ہے، یہ خارجہ پالیسی کا سب سے بڑا بنیادی اصول ہے جسے خارجہ پالیسی کے تمام ماہرین نے تسلیم کیا ہے۔ اگر ہمارا گھر درست ہے تو بیرون ملک ہماری خارجہ پالیسی آپ سے آپ مؤثر ہو گی، اگر ہمارا گھر درست نہیں ہے اگر ہماری اپنی صفوں میں انتشار ہے اگر ہمارا گھر divided، ہے تقسیم شدہ ہے تو ہماری خارجہ پالیسی کبھی مؤثر نہیں ہو سکتی، غیروں میں ہماری کبھی دھاک نہیں بیٹھ سکتی، غیر قوموں میں کبھی ہمارا رعب قائم نہیں ہو سکتا، غیر قوموں میں ہماری کبھی عزت قائم نہیں رہ سکتی۔ جب تک ہمارا گھر منظم نہیں۔ ہمارا گھر متحد نہیں ہے ہمارے گھر کا بندوبست صحیح صورت میں نہیں اور آج کیا صورت ہے کہ جو پاکستان کے اندر ہمیں نظر آ رہی ہے، آج پاکستانی مختلف ٹولیوں میں بٹے ہوئے ہیں آج بلوچی، سندھی، پٹھان، مہاجر اور پنجابی کے نعرے لگ رہے ہیں آج پاکستان متحد پاکستان نہیں ہے بلکہ مختلف قومیتوں کا مرکز بن گیا ہے۔ ایک زمانہ تھا جب قومیتوں کا نعرہ لگانا اس ملک میں جرم سمجھا جاتا تھا عجیب بات ہے جس روسی مفکر نے یہ تھیوری پیش کی اس نے روس میں بسنے والی تمام قومیتوں کو تو ایک قوم قرار دیا لیکن پاکستان میں رہنے والے مختلف صوبے کے لوگوں کو اس نے قومیتوں میں تقسیم کر دیا ہم یہ بھول گئے ہیں کہ ہم ایک درخت ہیں جس کی جڑیں ایک ہیں اس کی ٹہنیاں مختلف ہیں لیکن ٹہنیوں کے مختلف ہونے سے اس درخت کی وحدت پر کبھی کوئی فرق، کوئی اس میں حرف نہیں آتا، ہم ایک گلدستہ ہیں، پھول مختلف ہیں۔ لیکن گلدستہ ایک ہے ہم مختلف صوبوں میں رہنے والے لوگ ہیں۔ مختلف زبانیں بولتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہماری قومیت کا خمیر اسلام ہے اور عقیدہ توحید ہے اور ہمارے اس عقیدے کی بنیاد پر اٹھنے والی قومیت میں کبھی کوئی خلل واقع نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہمارا گھر آج بٹا ہوا ہے، بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہے ہم ایک دوسرے کے دشمن بن گئے ہیں۔ ایسے میں خدانخواستہ اگر کوئی خارجی حملہ ہوتا ہے ہم پر تو جناب چیئرمین! ہمارے گھر کا کیا حال ہو گا اور کیا نقشہ ہو گا حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس وقت پہل کرے، جو لوگ روٹھے ہوئے ہیں ان کو منائے وہ سیاسی جماعتیں جو اس ایوان میں نہیں ہیں لیکن ایوان سے باہر ہیں اور ان کے اثر سے انکار نہیں کیا جا سکتا ان سے گفت و شنید کا آغاز کرے، ان کو اس مسئلے پر دعوت دے، انہیں اپنے ساتھ ایک میز پر بٹھائے ان سے بات چیت کا آغاز کرے،

انہیں اعتماد میں لے، قوم کو ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنانے کی ضرورت ہے جناب چیئرمین! اس میں اصل فرض عائد ہوتا ہے ہماری حکومت پر اور حکومتی پارٹی پر کہ وہ اس سلسلے میں سیاسی اقدام کرے اور باہر کی سیاسی جماعتوں کو اور رہنماؤں کو ایک میز پر بٹھانے کا اہتمام کرے۔

جناب چیئرمین! اس سلسلے میں دوسری ضرورت یہ ہے کہ ہمیں اپنے دفاعی انداز اور ہمیں اپنے دفاعی استحکام پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے بدقسمتی سے اس وقت کئی سالوں سے ملک اس انداز میں چل رہا ہے کہ جو چیف آف آرمی سٹاف ہے وہی صدر ہے۔ صدر کے ضمن میں جو بھاری ذمہ داریاں ان کے کندھوں پر ہیں وہ اپنی جگہ، اور چیف آف آرمی سٹاف کی حیثیت سے ان کے کندھوں پر جو ذمہ داریاں ہیں وہ اپنی جگہ۔ وہ کندھے کتنے ہی مضبوط کیوں نہ ہوں لیکن ایک انسان کے کندھے ہیں ان پر اس دوہرے بار سے ہم اپنی قوم کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتے، کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ عین اس وقت جب کہ اس ملک کی سرحدوں پر بھارتی فوج خطرہ بن رہی ہے، ہمارا چیف آف آرمی سٹاف ملک سے باہر ہے۔ اس لئے کہ وہ ملک کا صدر ہے یہ الگ بحث ہے کہ اس موقع پہ وزیر اعظم جا سکتے تھے جو چیف ایگزیکٹو ہیں اور انہی کی وہاں ضرورت تھی وہ وہاں نمائندگی کرتے کہ وہ ملک کے منتخب وزیر اعظم ہیں۔ لیکن صدر صاحب وہاں گئے اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ چیئرمین ہیں کسی سائنسی کمیٹی کے، لیکن سائنسی کمیٹی کی رپورٹ مؤخر بھی کی جا سکتی تھی وہ اسے ویسے بھی، وہاں بھیج سکتے تھے لیکن چیف آف آرمی سٹاف کی حیثیت سے ان کا اس وقت ملک سے باہر جانا ایک مجرمانہ غفلت اور تساہل ہے اور اسے قوم معاف نہیں کر سکتی۔

جناب چیئرمین! اس دوہرے انداز کے نظام پر ہمیں نظر ثانی کرنی ہوگی، اگر ہم ملک کے دفاع کے ساتھ انصاف کرنا چاہتے ہیں۔ تو صدر مملکت کو چیف آف آرمی سٹاف کے عہدے سے فی الفور مستعفی ہو جانا چاہئے اور اگر وہ مستعفی نہیں ہونا چاہتے دونوں ایوانوں کو اس سلسلے میں امینڈمنٹ لانی چاہیئے آئین کے اندر جس کے تحت ان سے یہ عہدہ فی الفور واپس لیا جائے تاکہ اس قوم کے ساتھ اس غریب قوم کے ساتھ انصاف ہو سکے اور اس کے دفاع کو ایک شخص کے دو عہدوں کی خاطر ہم خطرے میں نہ ڈالیں۔

[Maulana Kausar Niazi]

جناب چیئرمین! وزیر اعظم صاحب نے جو تقریر کی جن جذبات کا اظہار کیا میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمام تر اختلافات کے باوجود کوئی محب وطن پاکستانی ایسا نہیں ہوگا جو اس مسئلے میں اپنی حکومت کا ساتھ دینے کے لیے تیار نہ ہو، ہم ایک ہی کشتی میں سوار ہیں یہ کشتی اگر سالم ہے تو ہم سالم ہیں اگر یہ کشتی خدانخواستہ ڈوبتی ہے تو پھر وہ سرزمین ہی جب باقی نہ رہے گی جس میں ہم سیاست کرتے ہیں تو پھر ہمارا ٹھکانہ کہاں ہوگا۔ اس لئے میں تمام سیاسی لیڈروں سے تمام سیاسی جماعتوں سے اور اپوزیشن سے بھی یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس وقت اپنی وقتی سیاست سے بالاتر ہو کر اقتدار اور دوسرے مسائل سے اوپر اٹھ کر اس معاملے میں وزیر اعظم کا ساتھ دیں۔ اس معاملے میں حکومت کے ساتھ یکجہتی کا اعلان کریں۔ اگر حکومت پہل نہیں کرتی، وہ پہل کریں۔ اپریل تک یہ خطرہ ہے جیسے کہ میں نے کہا جو ہونا ہے ہو جائے گا اپریل تک، کم از کم اس وقت تک وہ یہ اعلان کریں کہ ہم اس طرح کی مزاحمتی سیاست اس ملک میں روا نہیں رکھیں گے جب تک یہ خطرہ پوری طرح ٹل نہیں جاتا تاکہ قوم میں یکجہتی کا احساس پیدا ہو اور قوم سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر غیر ملکی جارحیت کے مقابلے میں سینہ سپر ہو سکے۔ میں اس شعر پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور یہی تمام اہل وطن کے نام اور تمام سیاسی رفقا کے نام میرا پیغام ہے۔

ایسے محل پر دستور رخنہ گری ہے خودکشی
ہم بھی اسی جہاز میں تم بھی اسی جہاز میں

جناب قائمقام چیئرمین: شکریہ! جناب جاوید جبار صاحب۔

Mr. Javed Jabbar: Thank you, Mr. Chairman. Sir, the massing of Indian troops on the border with Pakistan—does it represent in any way a new phenomenon in the history of Pakistan or in the history on Indo-Pak relations? In fact the massing of the troops is probably best described as a predictable and inevitable scene in the perpetually unfolding tregedy of relations between two of the most important countries in South Asia. It is part of the long and bitter history of the Kashmir and the question arises Sir, whether when we confront the situation in January 1987, are the people of South Asia particularly the people of India and the people of Pakistan, condemned by some power that exists beyond the control of mere mortals like ourselves, are we—almost one billion people of this planet—condemned to a

state of perpetual hostility and enmity? Is it written somewhere in the history books of fate in the future that every five years of every seven years the one billion people of this part of the world confront each other with hatred and suspicion? We must ask ourselves this question Sir, because I believe that quite apart from questions of patriotism or the desire to protect and defend the territorial integrity of Pakistan which is beyond any question and on which I shall not waste any time, it is time to ask, is it the people of Pakistan and the people of India who wish to engage in this perpetual and ceaseless process of hostility or is it certain groups, certain power groups, certain elites, certain institutional forces that exist in both societies that control the economic and political systems of these two societies, that historically have armed themselves and equipped themselves with the resources, with the privileges of power, of armaments, of resources that instead of concentrating on the eloquently expressive problems of economic development, instead of providing decent shelter, employment, opportunities for gainful development of one's talents and potentials in what is certainly one of the richest areas of the world, in civilization, in culture and talent; instead of concentrating on this, the most single desperate need, we are driven and diverted every five years into a state of tension and destructive conflict. It is necessary Sir, to ask this because I am reminded of what the great late Chou En-Lai, Prime Minister of China, once said about the conduct of relations between countries. He turned around the well-known statement about war and he said, "all diplomacy is a continuation of war by other means" and I think, we in India and Pakistan have tended to take that far too literally instead of clearly distinguishing the need for a cessation of conflict. We have tended to prolong and to perpetuate conflict even under conditions that we normally call peaceful. This is based on mutual paranoia and suspicion but not on the part of the people.

I suggest to you Sir, that the people of Pakistan and the people of India are peace loving people and in this respect I shall say that we must rise above considerations of religion, caste or creed. The average Hindu of India is as exploited as the average Muslim of Pakistan. The average citizens of India is as exploited perhaps as the average citizens of Pakistan. We must look upon this as a historical struggle of the people to achieve their due rights and we must also see that, as a perpetual effort on the part of these institutional forces in our society to prevent people for achieving what is their just and due right. How else can we look upon the scene of our sectoral allocations over the past forty years and but see that these sectoral allcations for defence . . . which have ultimately benefited the armament industries of the West principally, who every five years while away our precious resources

with mere toys, resulting Mr. Chairman, into a massive imbalance of resources and armaments between India and Pakistan. This brings me to a much more comfortably nationalistic position in this debate. Because when Sir, one looks upon the sheer balance of forces between India and Pakistan one is apalled by the propaganda campaign that is conducted by India overseas so effectively, particularly for instance as evident in their campaign on the promised acquisition of AWACS by Pakistan, I mean a more devious and a more diversionary campaign has probably not been conducted. When all that Pakistan wants is modestly effective technology to ensure that its air space is not violated at a time when we are confronted by tension on the North West as well as on the East. What has India done? She has initiated a very subtle, well-thought out campaign, not by Governmental resources but funded by Indian citizens in the United States to try and convert legislative opinion in the United States and public opinion in the United States against the acquisition of AWACS by Pakistan. Conveniently forgetting that the armed resources of India far outstrip the limited potential of the Pakistan Armed Forces. Look at the irony today that forty years after we have been pumping money into the defence sector, even today we cannot in terms of numbers compete with the colossal armed might that India has built up at the expense of its economic priorities.

Sir, I submit to you that while we look upon India as a potentially peaceful partner in the process of building peace in South-Asia the role of the Indian Government to which I have referred to earlier, systematically over the past forty years, whether it is in the take-over of Hyderabad Deccan, whether it is Junagadh, whether it is Goa, whether it is Kashmir, whether it is an intervention in Bangladesh, these have revealed an inability and an unwillingness to accept the unique nation-state concept of Pakistan. Now, perhaps in this unwillingness or inability on the part of India to accept the concept of Pakistan, I believe, that we too are considerably to blame the way we have conducted our own domestic scene, the way we have ordered our own economic priorities, the way we have interrupted the democratic process has given India the psychological advantage of always presenting itself to the world as the champion of civilization with the symbol of "Namastae" personifying its attitude, its so-called attitude of peace. Whereas Pakistan, inheritor of a revolutionary tradition which is the original essence of our religion has been seen as a militant, aggressive, hostile, uncultured, uncivilized entity. We alas! have done little to correct this distortion. Whether it is through our domestic policy or whether it is through our remarkable inaction or inability to go overseas and use mass communication to correct the perception of Pakistan that exists in Europe, in the West, and in the rest of the world. One example of this ignominious image that

we enjoy is the latest insult perpetrated on Pakistani nationals seeking to travel through Europe when even transit passengers on airlines are now required to acquire visas. Even people who do not wish to step on the soil of our beloved European friends require us to go through the indignity of acquiring visas before we come any way near their sovereign territory. This Sir, I think, is the ultimate failure on our part. Now, while acknowledging the failure it is easy of course to be critical. One must look for radical changes within our system if this present threat is to become permanently, negated and I suggest to you, Sir, that even though we are not at the moment in a position to initiate the necessary revolutionary changes that are required in our society . . . . To initiate basic fundamental revolutionary changes, you need a revolutionary political process and what we have at the moment is not a revolutionary political process. We have a very weak compromised political process and unless we acknowledge this as a basic factor, we cannot begin to look upon India's threat to our sovereignty.

May I begin first of all by very modestly suggesting that in the framework that we have created or have to create in South Asia by the name of SAARC—The South Asian Association for Regional Cooperation. One of the fundamental principles of SAARC is that it will not take up bilateral issues becauae obviously there are so many issues of bilateral nature that it will not be possible for seven countries to agree upon any thing if bilateral issues are also part of the basic concept of SAARC. However, Sir, I suggest that the hostilities between India and Pakistan make this a mockery. It is vital for Pakistan to initiate the proposal that within SAARC there should also be a mechanism—a SAARC Peace Council mechanism—in which if there are problems that threaten the conditions of peace between two neighbours, two other countries of the region whether in this case it is Nepal and Bhutan, or Sri Lanka and Bangla Desh, SAARC should act as an intermediary, a mediatory mechanism which is much more realistic and much more localized than the United Nations mechanism.

The United Nations mechanism is by its very definition a slow mechanism because it represents the entire global community. We will only be able to give SAARC a meaningful reality if we use it for the most fundamental problems that face countries in this region, which is the building of a lasting peace. So, first of all, Sir, I suggest that in the long term at the next SAARC summit, discussions should be initiated to establish a SAARC peace process mechanism.

Secondly, Sir, when one talks about a national reconciliation it is all very well to say at this time the Prime Minister should invite all the political parties to secure their support for Pakistan's solidarity. I fully endorse that. But let me also point out that this is a deception. It is a self-deception because the political parties will genuinely want to ask—are you using the threat of India to weaken our position? Are you using the alleged threat from India to try to make us forget the basic internal political contradictions that exist...... (*interruption*).

Mr. Acting Chairman: Mr. Hasan A. Shaikh Sahib.

Mr. Hasan A. Shaikh: question. *interruption.*

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, is this the honourable member's attempt to question my patriotism...... (*interruption*).

Obviously, I have spent some time defining the threat from India. I don't need to re-establish my credentials. I was saying Sir, that simply by calling for all political parties to be taken into confidence, we are not going to build a lasting solution. I think the raison d'tre, the basic rationale for a reconciliation must be internal. We cannot use a foreign bogie to tide over the basic constitutional and political flaws that exist in our system. The ruling party in Pakistan today should be broad-minded enough to look at the totallity of the picture and not to be seduced by simply short term gains. If a national reconciliation is to be attempted, it has to be attempted on an agreement on party-based elections, on a restoration of the basic principles of the 1973 Constitution and on building national solidarity. Because it is only then that parties can truly, help to unite the country and to face any threat, external or internal. So, while I endorse the call for national reconciliation I would like it to be very specific and to be all embracing.

Thirdly, Sir, I believe that when one talks about using the resources of our country to date, I regret to note that neither the President nor the Prime Minister has used the phrase of the concept of national mobilization. If the situation is truly as serious as to warrant a joint sitting of Parliament then the conceptual framework for national mobilization should be seen to be implemented in every sphere. But apart from a couple of items that one has read—the hospitals in Karachi have been put on alert, as well, though this is a mechanism that has rarely been effective—all have been put on alert. I do not see any signs in this country of true national mobilization. One of the examples of this lack of real national mobilization is—that you convene a joint sitting on so sensitive an issue and then you leave it for another two days for the National Assembly to meet again and you leave it for the Senate for another

two days to meet again on Thursday by which time possibly I hope, it does not happen that both troops have come face to face and a bullet has already been fired making this entire discussion totally irrelevant. If the concern is genuine, then I suggest to you, Sir, that this debate should continue on a day-to-day basis so that at the end of it unlike my beloved friend Mr. Muhammad Aslam Khan Khattak who normally sums up, the law and order situation in so graceful and non-implemented a manner or the Minister of State for Foreign Affairs is able to respond on specific points made during this debate and to tell us whether he likes our ideas or he does not like our ideas. . . .what does the Government wish to do.?

But I suggest to you, Sir, please do not help make this issue yet another mockery. Because the people of Pakistan are already questioning the impact of Parliament on national life. They know of all the contradictions that exist and if we perpetuate this myth we will only be weakening the process of national mobilization.

Sir, the 4th but possibly it sould have been the first. I suggest to you a long-term process of ideological clarification is required. We are so fond of talking of Islam. It has become an automatic intellectual fall-back position. If any thing happens, say that you are a Muslim, all will be well. But Sir, the tragedy is that all is not well. The irony is that for 40 years we have gone hoarse shouting about Islam, where has it got us today? There is nothing wrong with the concept of Islam. It is the way we apply Islam and it is the non-scientific, non-rational, emotional, non-thinking way that we have used the principles of our religion that has created the intellectual, spiritual and economic crisis that we confront today.

Now, how do we go about this process of ideological clarification? There are no easy answers. I don't have the solutions in my pocket. It has to begin, I think, by the setting of the tone for debate by the leadership: if the leadership of the country decides that Islam is not to be used as a slogan. But that Islam is to be used as a stimulous to make people participate in the process of creating a new awareness of Islam. To use Islam as a process of the kind of revolutionary changes that the Prophet brought about and he saw it in an economic and social perspective, not in a ritualistic perspective. My learned friends will correct me if I am wrong when I say that out of the 114 chapters in the Holy Quran, only two refer to rituals. The rest deal with man's relationship with man; man's relationship with the earth; man's relationship with the universe; and man's relationship with Allah. And yet we spend most of our time. 90 % of our time on those two

chapters or on the ritualistic aspects of Islam and ignore the rational, intellectual spirit of Islam.

I suggest Sir, that the next measure that we require is a full-time Defence Minister in the Cabinet of Pakistan. I realise that the Prime Minister is a very, I am sure, sincere and very hard working individual. But no one, I believe, can do justice to the demands of a sector that takes up virtually half the national bedget as well as, at the same time, be Prime Minister of a country of 90 million people. It is simply not possible. In India we have seen the example that Rajiv Gandhi decided to take the single most competent Minister of the past two years who has never been changed despite four changes in the Indian Cabinet, he has made him Defence Minister to enable full and proper attention to be given to this vital sector. So, I suggest that Mr. Junejo should give up this portfolio and appoint a competent person to do full justice to this subject and that automatically leads on to the point that we require a full time Chief of Army Staff. I do not wish to repeat a point which has already been eloquently made by my colleagues and made in other forums as well.

I also call Sir, for an immediate and full scale debate on foreign policy. I respect the engagements of our honourable Foreign Minister but I think the engagements of a country of 90 million people are more important than the engagements of an individual. We have just, had emissaries from two important countries visiting Islamabad but we have not yet been told how the process of thinking has crystallised in the corridors of Islamabad and there is no need to be nervous about this. We may not be as well-informed about the inner secrets of foreign policy as our Ministers and Secretaries are, but I assure them that the sheer might of public opinion that the sheer wisdom of public opinion is a very necessary ingredient at this crucial stage in our history and I conclude Sir, with the point made by an author 'Barbra Tuchman' who wrote a book on the First World War called, 'Guns of Agust', and I quote here only to suggest that if we think that we can use a foreign bogie for domestic reasons, we are mistaken. War is the last possible stage of domestic as well as foreign policy. We must not misuse patriotism in hysteria to take the country into yet another disastrous encounter with bloodshed and violence. Barbra Tuchman said, "war is a tragic unfolding of miscalculations". And I suggest Sir, at this time the Government would be well advised to take steps very cautiously, not to assume to itself the arrogance of a majority in Parliament or the backing of the Armed Forces of Pakistan. War, as we have bitterly discovered is the most serious experience that a nation can go through and I suggest to you that the times call for a dramatic change in the nature of the leadership given by the present

Government to the country. . . . I say to you: Seize this opportunity and history will reward you. Thank you.

Mr. Acting Chairman: Mir Nabi Bakhsh Zehri Sahib.

میر نبی بخش زہری: عزت مآب چیئرمین صاحب! میں شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع دیا کہ اس اہم معاملے میں اپنا نقطۂ نظر پیش کروں۔ سب سے پہلے کہ میں مقصد پر آؤں، پاک بھارت کے معاملے میں، میں جناب وزیراعظم پاکستان کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے پاکستانی وزیراعظم کی حیثیت سے اور ایک مسلمان وزیراعظم کی حیثیت سے، بڑی سادگی اور صاف گوئی سے کل پارلیمنٹ میں بیان دے دیا۔ ایک مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ کھلم کھلا دل میں کچھ نہ رکھتے ہوئے اپنے ملک کی نمائندگی کرے اور ۹ کروڑ پاکستانیوں کے جذبات کی صحیح معنوں میں ترجمانی کرے۔ انہوں نے صاف کہا کہ ایک انچ پاکستان کی زمین پر اگر کوئی نظر رکھے یا قدم رکھے تو پاکستان کی نہ صرف افواج جو کہ دلیر اور بہادر اور قربانی دینے والی ہیں۔ بلکہ ۹ کروڑ پاکستانی قوم ایک ایک انچ کے لئے مر مٹے گی۔ ان الفاظ نے میرے دل پر بہت اثر کیا ہے اور یہ بھی کہا سرحدات کے متعلق بھارت نے جو ہمارے سفیر کو بلا کر کہا ہے اس کے متعلق بھی بتایا کہ اس سیزن میں یہ عام طور سے ہوتا رہتا ہے اور غالباً کچھ واپسی کا بھی کام شروع ہو چکا ہو گا۔ صاف گوئی سے ہمارے مقصد حل ہوتے ہیں ہمارے اسلامی جذبے سے ہمیں یہ مدد ملتی ہے ماضی میں بھی مسلمانوں نے چوری چھپے نہ حملہ کیا اور نہ حملہ آور کو اطلاع ملنے پر اپنے نقطۂ نظر سے غلط آگاہ کیا یہ سچائی تو مسلمان کا وتیرہ ہے میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں۔

اب میں آتا ہوں جناب کی اجازت سے پاک بھارت تعلقات کی طرف۔ سرحدات پر جو کچھ ہو رہا ہے کل وزیراعظم نے اور آج اس ایوان میں معزز ممبران نے اپنا اپنا نقطہ نظر جو پیش کیا ہے وہ بالکل کلیئر ہے اور صاف ہے کئی مہینوں سے بڑی تعداد میں پاکستان کی سرحدات پر بھارت نے جو افواج بھیجیں اور خصوصاً چند دن پہلے جس تیز رفتاری سے اور وہ فوج جس کو کمانڈوز کہتے ہیں بھیجی گئی اور ہمارے سفیر کو بلا کر یہ کہنا کہ پاکستان اپنی سرحدات سے اپنی افواج کو پیچھے ہٹائے تو اسے ایک عجیب

[Mir Nabi Bakhsh Zahri]

منطق کہہ سکتے ہیں جو کچھ بھارت اپنے لئے مناسب سمجھتا ہے اور جیسا کہ وزیر اعظم پاکستان کو انہوں نے یقین دلایا تھا کہ یہ جو اجتماع وہ کر رہے ہیں وہ نارمل حیثیت سے ہے ۔ ہو سکتا ہے کچھ تعداد زیادہ ہو اور اس میں کئی سو کروڑ خرچ ہوتے ہوں مگر وہ انداز صحیح نہیں کہ اگر ہماری افواج تھوڑی تعداد میں اپنے مشقیں کریں جو عام طور پر ہوتی رہتی ہیں۔ بڑے پیمانے پر ہو تو بھارت عام طور پر اعتراض کرتا ہے مگر ہماری اپنی افواج ان کے مقابلے میں اتنی زیادہ ہیں نہیں کہ ہیجان پھیل جائے اور بلا کر ایسا کہنا مجھے اس کا افسوس ہے۔ مسٹر راجیو گاندھی ایک جوان آدمی ہیں ہو سکتا ہے کہ ان کے مشیروں نے ان کو کچھ کہا ہوگا حالانکہ نوجوانوں کو آج کل زیادہ توجہ دینی چاہیئے بھارت جیسے بہت بڑے ملک کے خاندانی انداز پر وہ وزیر اعظم ہوئے ہیں تو انہیں اپنے اس خاندانی پس پشت کو دیکھنا چاہیئے۔ پنڈت جواہر لعل نہرو اور ان (راجیو) کی جو والدہ ہیں جن کا ہم احترام کرتے ہیں ملک کی تقسیم میں ان لوگوں کے باقاعدہ دستخط موجود ہیں ۔ ان کی رضامندی پاکستان بننے میں موجود ہے۔ آج بھی وہ یہ دیکھ سکتے ہیں ۔

چہ جائیکہ اپنے بزرگوں کے اس فیصلے کے خلاف کوئی ایسا نظریہ بھارت کی طرف سے قائم و دائم رکھا جائے گر میں ان سے کہتا ہوں کہ احترام کرو اپنے بزرگوں کا جو کہ پاکستان کے بنتے وقت موجود تھے، جب کہ ایک معاہدے اور خوشی کی صورت میں یہ ملک بنا ہے تو ہم امید کرتے ہیں کہ ان کو اسی انداز سے اس ملک کے لئے نگاہ رکھنی چاہیئے، نہ صرف یہ ہمارے لئے خوشی کی بات ہو سکتی ہے، بلکہ وہ اپنے ان بزرگوں کا احترام کر سکتے ہیں تو ان کو یاد دہانی کرانے کے لئے میں نے یہ پوائنٹ پیش کیا ہے کہ وہ اس پر غور کریں ۔

اب رہتا ہے یہ سوال کہ ہمارا کیا اقدام ہونا چاہیئے، جس کے متعلق ہمارے لیڈر، پرائم منسٹر آف پاکستان نے اپنا نقطۂ نظر پیش کر دیا ہے جو بہت مکمل، بہتر، صاف گوئی اور سچائی کا ایک ثبوت ہے، مجھے خوشی ہے کہ انہوں نے بڑی صاف گوئی سے کام لیا ہے بعض نکات ہمارے دوستوں نے پیش کئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ملک کی سلامتی ہم سب کے لئے ضروری چیز ہے کہ اپنے ایک گھر کے معاملات میں، اپنے ایک مکان کے تحفظ کے لئے جو کچھ کیا جاتا ہے کہ اس سے ملک کو نقصان نہ ہو، اس عمارت میں شگاف نہ

بڑیں، اس عمارت میں رہنے والے اس کی ہر وقت دیکھ بھال کرتے ہیں، اگر ملک ہے تو ہماری سب کی، غریب سے لے کر امیر تک ہماری عزت، وقار اور سلامتی کا، تمام دار و مدار ہمارے اس ملک کی سلامتی پہ ہے میں باقی چیزوں پر اس لئے نہیں کہتا کہ کوئی آتا ہے کوئی جاتا ہے وہ تو اپنی جگہ ہے وہ ایک سیکنڈری چیز ہے مگر مجھے خوشی ہے کہ اپوزیشن کے بعض ممبران نے بھی ملک کی سلامتی اور جمہوریت کے لئے اچھے الفاظ استعمال کئے، چونکہ ہم گورنمنٹ میں ہیں اور ظاہر ہے کہ ہم ان دوستوں کی قدر کرتے ہیں جو ملک کی سلامتی میں ہمارا ساتھ دیتے ہیں، باقی رہ جاتی ہیں ان کی تجاویز اور ان کا اپنا ذاتی نقطہ نظر اور ان کا جماعتی نقطہ نظر، جناب چیئرمین صاحب! مجھے کہنے دیجئے کہ یہاں ہمارے ایک آدھے دوست نے اپنی جماعت کی ترجمانی کی اور انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ پاکستان بنتے وقت ان کی اپنی جماعت نے ان کے اپنے لیڈر نے کیا کردار ادا کیا، چالیس سال کا عرصہ کوئی زیادہ عرصہ نہیں، ایسا نہیں ہے کہ چار ہزار سال گذرے ہیں۔ ۴۰ سال کے معاملات کو اگر دیکھا جائے، ہم بھی زندہ ہیں۔ ایسے لوگ اور بھی زندہ ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ انہوں نے قیام پاکستان کے وقت پاکستان کے لئے کیا کردار ادا کیا ان کو بھولنا نہیں چاہیئے وہ ہمارے بھائی ہیں۔ وہ ہم یاد نہیں دلاتے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ہم ان کو نہیں جانتے ان کے کردار کو نہیں جانتے، یہ وہ خیال نہ کریں کہ ہمیں علم نہیں ہوگا کہ ماضی میں ان کی پارٹی اور ان کے لیڈر نے کیا کیا ہے، بہرحال وہ ہمارے بھائی ہیں ہم اس ملک میں رہتے ہیں آج بھی ہم ان سے گلے ملتے ہیں ہم ان چیزوں کو بھول لنے کی کوشش کرتے ہیں، مگر ایسا کردار کوئی بھی سیاسی جماعت ہو یا افراد ہوں، وہ ادا نہ کرے جس سے کہ ملک کے کسی حصے میں کوئی پھوٹ پیدا ہو، دشمنی پیدا ہو اور نقصان ہو، ہم ایک دوسرے کے بال نوچیں اور گردن پکڑیں، میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مدد کریں۔ ٹھیک ہے کہ بعض مٹھی بھر لوگ ہوتے ہیں۔ مگر ان کے وسائل شاید ایسے کاموں میں زیادہ بااثر ہوتے ہیں۔ تاکہ انتشار ڈالیں، لڑائی کرائیں، جھگڑا کرائیں، بندوق لے آئیں، رائفلیں لے آئیں، یہ میں مانتا ہوں کہ بعض لوگوں میں ہو سکتا ہے ایسی صلاحیت ہو

یا بعض جماعتوں میں ایسی صلاحیت ہو۔

اب ایک اہم معاملہ پیش کیا گیا جو کہ ہمارے ایک معزز رکن کی طرف سے تھا کہ کراچی کے معاملات میں پٹھان اور مہاجر کو لڑانے کے لئے یہ ایک سازش کی گئی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ سندھ ان مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، کیوں کہ اس معزز ایوان میں جو کہ ایوان بالا ہے سب سے بڑا ایوان ہے، یہاں یہ مسئلہ پیش ہوا ہے اور کہا گیا ہے، تو میں یہ نہیں سمجھتا کہ ایسا ہونا چاہیئے، میں چاہتا ہوں کہ چیف منسٹر سندھ مہربانی کریں اس کی باقاعدہ وضاحت کریں تاکہ غلط فہمی دور ہو جائے، میں نہیں چاہتا کہ اس موضوع پر میں تفصیل میں جاؤں۔

اب میں پاک بھارت معاملات کی طرف دوبارہ آتا ہوں ہمارے دوستوں نے جو کچھ تجزیہ کیا ہے وہ تجاویز آپ کے سامنے ہیں عزت مآب چیئرمین صاحب! مجھے اجازت دیجیئے کہ میں یہ بھی کہوں کہ سات ملکوں کا ادارہ "سارک" جیسا کہ بن گیا ہے مجھے خیال ہے کہ ہم اپنے ان معاملات کو اس مسئلے پر بھی دیکھیں کہ جب بھی ہمارے دو ہمسایوں میں کوئی بات آئے تو جیسا کہ ایک معزز رکن نے یہ تجزیہ کیا ہے کہ یہ بہت اچھا ہوگا کہ ہم اقوام متحدہ تک نہ جائیں بلکہ اگر ہم مخلص ہیں تو ہم سات ملک مل کر، جن میں سب سے بڑا ملک بھارت ہے۔ ہم ساتوں نے مل کر اگر اس سسٹم کو بنایا ہے، تو سب سے بڑا ملک بھارت ایمانداری سے ان مسائل پر متفق ہو جائے کہ ایک کونسل بن جائے یا ایک ادارہ بن جائے۔ علاوہ اور ڈیویلپمنٹ کے کہ ہمارے درمیان میں کوئی مسئلہ ہو تو ہم مل بیٹھ کر اس کو حل کریں نہ کہ فوجوں کے قد اور سائز، فوجوں کی طاقت کو ایک دوسرے کی سرحدوں پر لا کر ایک ہیجان پھیلائیں جس سے کہ دونوں ملکوں کا نقصان ہوتا ہے، تو ساتھ ہی ساتھ ہمیشہ جو بڑا ملک ہوتا ہے جیسا کہ بھارت ہے جس سے انکار نہیں کر سکتے، اس پر زیادہ ذمہ داری آتی ہے کہ وہ ان اردگرد کے چھوٹے ملکوں کو کیسے سچے طریقے سے اپنے اعتماد میں لے۔ جناب چیئرمین

صاحب! اپنی ذاتی حیثیت میں، میں ۱۹۸۳ء میں ہندوستان گیا تھا اور ہندوستان کے وزیراعظم آنجہانی مسز اندرا گاندھی سے ملاقات کی اور یہی بات ان سے کی۔

میں دوستوں سے آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ آپ کا وزیراعظم جا کر مل سکتا ہے، آپ کا وزیر خارجہ مل سکتا ہے آپ کے بیوروکریٹس مل سکتے ہیں تو آپ کے پبلک کے نمائندہ کا ملنا زیادہ اہم ہے زیادہ بہتر ہے، زیادہ ضروری ہے تاکہ ان کے عوامی نمائندوں کو مل کر انہیں سمجھا دے، میں نے وزیراعظم آنجہانی مسز اندرا گاندھی سے کہا کہ آپ بڑا ملک ہوتے ہوئے جب تک ہم سب جو اردگرد کے آپ کے مقابلے میں چھوٹے ملک ہیں ہم کو اعتماد میں نہیں لیں گی تو آپ خود بھی تو بڑا نہیں بن سکتیں کیونکہ جب تک چھوٹے بھائی بڑے بھائی، کے اعتماد میں نہیں آتے تو یقیناً بڑے بھائی کو زیادہ بدنامی کے نقصان کا سامنا ہوتا ہے کیونکہ چھوٹے بھائی جو اس بڑے بھائی کے خلاف واویلا کریں گے تو دنیا یہ دیکھے گی کہ وہ کیسے طریقے اختیار کر رہا ہے جس سے کہ ان چھوٹوں پر ظلم ہو رہا ہے تب ہی تو یہ چیخے ہیں۔ یہ سارک جو بنا ہے میں نے ۱۹۸۳ء میں یہ تجویز کیا تھا یہ میری ان کی پرسنل بات چیت تھی تو آپ جانتے ہیں کہ میں وہ آدمی ہوں جس نے پری پارٹیشن سے لے کر مسلم لیگ اور قیام پاکستان کیلئے قربانی دی میں نے اور میرے خاندان نے دی ہے جو intervene کرنے والے ہیں انہوں نے نہیں دی ہے جن علاقوں میں ایف سی آر تھا اور آج بھی اس ٹائپ کے قانون ہیں جو انگریزوں کے وقت میں تھے۔ تو یہ لوگ وہاں پر وزٹ نہیں کر سکتے تھے ان قبائلی علاقوں میں میں نے مسلم لیگ قائم کی ہے کانگریس کے مقابلے میں میں یہ دف دیتا ہوں اس لئے میں جو کہتا ہوں آج بھی میرا وہی نظریہ ہے میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے اپوزیشن یا ہمارے گورنمنٹ کے بھائی اگر وہی کو یسچن اپوزیشن پر کرتے ہیں، شور ڈالتے ہیں وہ اپنی پارٹی میں بھی کرتے ہیں تو یہ ان کی بدقسمتی ہے۔ اسی لئے مجھے کہنے دیجئے پھر آپ سمجھتے ہیں کہ جواب دینا ضروری ہے تو آپ جواب دے سکتے ہیں۔ تو میں اس لئے یہ کہہ دیتا ہوں کہ میں صاف گو ہوں۔ میں اپنے آپ کو ڈکلیئر کرتا ہوں۔ مجھ پہ پہلے مہر پاکستان لگی ہوئی ہے۔ میں نے پاکستان بنایا ہے اور بنانے میں ساتھ دیا ہے آج چونکہ میں گورنر نہیں ہوں،

[Mir Nabi Bakhsh Zahri]

وزیر اعظم نہیں ہوں وزیر نہیں ہوں مجھے اس کی کیا ضرورت ہے جیسے قلندر لال شہباز کے ملنگوں پر پیچھے اس کی مہر لگی ہے۔ مجھ پر بھی قیام پاکستان کی مہر لگی ہے مجھ پر کوئی الزام اثر نہیں کر سکتا۔ میں سب کو چیلنج کرتا ہوں اگر وہ کچھ کہیں بھی تو مجھ پہ الزام نہیں لگ سکتا۔ اس لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ اب ہمیں متحد ہونے کی ضرورت ہے یہ ٹھیک ہے اگر جنگ نہ بھی ہو تو بھی ہمیں متحد ہونے کی ضرورت ہے، شکر الحمدللہ ہم اتنے تھوڑے بھی نہیں ہیں ایک قوم کے لئے نو کروڑ بہت بڑی تعداد ہے۔ ہم اتنے کم نہیں ہیں کہ ہم احساس کمتری میں رہیں۔ ہم نو کروڑ میں سے ایک کروڑ بھی اپنی جان دیں تو کسی بھی ملک کی طاقت نہیں کہ وہ ہماری طرف دیکھ سکے۔ اس لئے جانی قربانی کی ضرورت ہے ہم ہر طرف سرحدات رکھتے ہیں اور خطرات بھی ہیں۔ ہم سب پاکستانی ہیں۔

جہاں تک قبیلوں اور قوموں کا سوال ہے تو میں پہلے یہ کہہ چکا۔ آیئے اس پر غور کریں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ آیئے ان کو بارہ صوبے بنا دیں تاکہ ہم جو ایک جھگڑے چکے ہیں، اس میں سے ہم نکل جائیں اور فیڈریشن مضبوط ہو اور فیڈریشن کو یاد دیں تاکہ فیڈریشن کے متعلق شکایت نہ ہو۔ اس طرح کنفیڈریشن کے خیالات وغیرہ خود بخود کمزور ہو جاتے ہیں۔ بہر حال یہ سبجیکٹ نہیں تھا لیکن میں نے اس کو یاد دلایا کہ اس پر بھی ملک کے لوگ غور کر سکتے ہیں۔

<u>جناب قائمقام چیئرمین</u> : میرے خیال میں زہری صاحب جو اصل موضوع ہے آپ اس پہ اپنے آپ کو کنفائن کریں۔ کیونکہ باقی ممبران نے بھی اس پر اظہار خیال کرنا ہے۔

<u>میر نبی بخش زہری</u> : میں اسی پہ آتا ہوں۔ میں بہت قریب آگیا ہوں، آپ نے بڑی مہربانی کی، آپ نے خاص وجہ سے مجھے موقع دیا جس پر میں نے عرض کیا۔

<u>جناب قائمقام چیئرمین</u> : باقی ممبران کا بھی خیال کریں۔

<u>میر نبی بخش زہری</u> : جی ہاں، باقی ممبران کا مجھے یقیناً خیال ہے۔ اب بات یہ ہے کہ ملک کی سلامتی کا سوال ہے قوم کی سلامتی اور اتحاد کا سوال ہے تو اس کے متعلق میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے دوست ہمارے ہی ملک کے لوگ ہیں اگر وہ اپوزیشن میں ہیں تو بھی ہمارے بھائی ہیں اگر وہ گورنمنٹ میں ہوتے تو ایسے مسائل ملوں یقین

کیجئے ہم از خود اپنی خدمات اور تعاون پیش کرتے یہ جب اظہر من الشمس ہے کہ بارڈرز پر کیا حالات ہیں تو ان حالات میں میں بھی ان سے اپیل کرتا ہوں اور ان سے امید کرتا ہوں کہ وہ ہماری گورنمنٹ اور قوم کا ساتھ دیں وہ بھی تو ہم میں سے ہیں۔ اب رہا کہ سیاست کو کس طرح سے چلانا ہے اس کا ان کو اپنی جگہ حق ہے ملک میں جمہوریت قائم ہے اس لئے وہ جمہوریت کا بھی ساتھ دیں اس واسطے کہ اگر جمہوریت نہیں ہو گی تو وہ بات بھی شاید نہ کر سکیں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ جناب چیئرمین صاحب! آپ کا اور ہمارے سینیٹرز کی جو برادری ہے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس پر تقریر ختم کرتا ہوں۔

جناب قائمقام چیئرمین : جناب سید فضل آغا صاحب!

انجینئر سید محمد فضل آغا : بسم اللہ الرحمن الرحیم ! شکریہ ! جناب چیئرمین ! آپ نے اس اہم موضوع پر مجھے بات کرنے کی اجازت دی ہے میں پرانا پارلیمینٹیرین نہیں ہوں اور نہ ہی خارجہ پالیسی سے اتنی زیادہ واقفیت رکھتا ہوں لیکن ایک پاکستانی کی حیثیت سے، ایک محب وطن کی حیثیت سے ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے، چند الفاظ آپ کی خدمت میں ضرور عرض کروں گا اور ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ کی رائے میں وہ قابلِ قبول ہوں۔ جناب چیئرمین ! سب سے پہلے میں وزیراعظم صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں شاید پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ جونہی بارڈرز پر حالات خطرناک ہوئے ہیں تو وزیرِاعظم صاحب نے پارلیمنٹ ہاؤس میں دونوں ایوانوں کے ممبران کو اکٹھا بلا کر اس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی مثال پاکستان کی تاریخ میں پہلے کبھی نہیں ملتی۔ جہاں تک وزیراعظم کی تقریر کے اقتباسات کی بات ہے ہمارے ساتھی کچھ اراکین نے فرمایا کہ انہوں نے جذبات کا اظہار نہیں کیا یا انہوں نے میز نہیں بجائے یا اس میں انہوں نے مکے نہیں ہلائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تقریر کا اپنا اپنا انداز ہوتا ہے اور جذبات کے اظہار کا اپنا اپنا انداز ہوتا ہے بعض لوگ میز توڑ کر ہاتھ اور مکے ہلا کر اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں، بعض لوگ شریف النفس ہوتے ہیں۔ اور اپنی سادگی کی وجہ سے اور خصوصاً جب وہ پارلیمنٹ میں ہوتے ہیں تو ان کا ایک الگ طریقہ کار ہوتا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ بارڈرز کے حالات کو سدھارنے کے لئے ان چیزوں کا ہونا ضروری

[Engr. Syed Muhammad Fazal Agha]

تھا جیسے کہ تنقید کی گئی ہے کہ وزیر اعظم صاحب کی جو تقریر تھی وہ ولولہ انگیز نہیں تھی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حالات کے مطابق وزیر اعظم صاحب نے جو فرمایا وہ بالکل صحیح موزوں اور بروقت تھا ۔ لہذا ایک بار پھر آپ کے توسط سے ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور مستقبل کے لئے بھی امید کرتا ہوں ہمارے وزیر اعظم ملک و قوم اور عوام کو اور خصوصاً پارلیمنٹ کے ممبران کو اعتماد میں لیتے رہیں گے اور حکومت کی باگ ڈور کو آگے لے کر چلتے رہیں گے ۔

جناب چیئرمین ! میں آپ کے توسط سے ہاؤس کی اطلاع اور پوری قوم کی اطلاع کیلئے عرض کر دینا چاہتا ہوں ۔ بھارت کی حکومت نے ہمیشہ اگر پاکستان کے اوپر نظر اٹھائی ہے تو وہ دوران مارشل لاء اٹھائی ہے اگر آپ تاریخ پر نظر ڈال کر دیکھیں تو بھارت سے ہمارے پچھلے جتنے بھی جھگڑے ہوئے ہیں وہ مارشل لاء رجیم اور مارشل لاء حکومتوں کے دوران ہوتے رہے ہیں ۔ مجھے آپ کے توسط سے اس ہاؤس میں یہ عرض کرنا ہے کہ ہم اس وقت ان حالات کو اس ملک کے اندر اتنا گمبھیر یا نان سیریس نہ بنائیں جس کی وجہ سے ایک اور مارشل لاء لانے کے راستے کھل جائیں اور جن حالات میں یہ شک بالکل یقین میں تبدیل ہو جائے گا ہو سکتا ہے کہ پھر بھارت ہمیں انڈر اسٹیمیٹ کر کے ہمارے ساتھ کوئی جھگڑا مول لینے کی کوشش کرے ہاؤس کے ممبران سے یہ گزارش ہے کہ وہ حالات کو صحیح خطوط پر ڈالنے کی کوشش کریں اور حالات کو صحیح سمجھنے کی کوشش کریں ۔ بجائے اس کے گرد ہوں اور پارٹیوں کے نظریاتی اختلافات میں ہم جائیں اور ملک میں ایسے حالات سے ہم دو چار ہوں کہ پھر ہمیں مارشل لاء لانا پڑے جس سے ہندوستان سے جنگ ، تاریخ کے اوراق اگر ہم پلٹیں تو یقینی ہو جاتی ہے ۔ چالیس سال کے دوران پاکستان اور بھارت جب سے دو الگ اور خود مختار ملک بنے ہیں پاکستان نے ہمیشہ دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہے تاریخ اس کی گواہ ہے شاید بھارت نے ہماری اس دوستی اور آشتی کی خواہش کو کمزوری پر محمول کیا ہے اگرچہ ایسا نہیں ہے ہم خود اپنا دفاع کر سکتے ہیں لیکن ایک پڑوسی ہونے کے ناطے، ایک ساتھی ہونے کے ناطے، ہمارے اور بھارت کے عوام کے درمیان بہت کچھ مشترک ہونے کے ناطے، ہماری یہ کوشش رہی ہے کہ بھارت سے ہمیشہ اپنی دوستی اور آشتی برقرار

رکھیں جس میں اس خطے کے تمام رہنے والے ملکوں کا فائدہ ہے نہ صرف پاکستان اور بھارت کا۔ کیونکہ اس برّاعظم میں اور اس خطے میں جس میں سارک کے تمام ممالک شامل ہوتے ہیں۔ اگر ہم سب مل کر چلیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پاس تمام وسائل موجود ہیں ٹیکنیکل know-how سے لے کر دنیا کے کسی بھی angle پر آپ سوچیں اور دیکھیں تو برصغیر میں آپ کے پاس ہر قسم کے لوگ اور ہر قسم کی ٹیکنیک موجود ہے۔ اگر ہم اس خطے میں آشتی و برادری کی فضا قائم کر سکیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ تمام دنیا کی نظریں اس خطے پر نہ لگ جائیں اور ہم ترقی کی راہ پر چلتے رہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ بھارت سے جنگ نہ کرنے کے معاہدے کا عندیہ پاکستان نے جو پیش کیا ہے جس کا بھارت کی طرف سے ابھی تک کوئی مثبت جواب نہیں ملا، بھارت شاید اس گھمنڈ میں ہے کہ ان کے نفوس کی تعداد نوّے کروڑ کے قریب اور پاکستان کی صرف نو کروڑ کے قریب ہے لیکن ہم بھارت کی نظر تاریخ کے ان اوراق کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں نے ہمیشہ تاریخ میں یہ ثابت کیا ہے کہ ایک مسلمان دس اور سو غیر مسلموں سے لڑ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ہم ایمان کے جذبے سے سرشار ہوں اور اپنے مقصد میں مخلص ہوں۔

جناب چیئرمین! بھارت کے اپنے اندرونی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے شاید بھارت نے اپنے عوام کی توجہ ہٹانے کے لئے موقع غنیمت سمجھا اور ایک نئی جنگ ہم پر تھوپنے کی وہ تیاریاں کر رہا ہے۔ جس کا بظاہر ثبوت جیسے ابھی دوسرے ساتھیوں نے فرمایا کہ دو سال کے اندر بھارت کے چار وزیر خارجہ تبدیل ہوئے اور ابھی حال ہی میں بھارتی سیکرٹری خارجہ کے دورے کے فوراً بعد اس کی اس عہدے سے برطرفی اس کا واضح ثبوت ہیں یہ کانگریسی حکومت کا ایک خصوصی ٹولہ جو پچھلے چالیس برس سے ہندوستان پر حکومت کر رہا ہے اور یہ کانگرسی پاکستان کے وجود کے بقا کے اور پاکستان کے بننے کی مخالفت کرتے رہے ہیں اور بدقسمتی سے پچھلے چالیس سال سے ہندوستان میں اسی کانگرسی ٹولے کی حکومت چلی آ رہی ہے اور اس ٹولے نے کبھی خلوص نیت سے پاکستان کو تسلیم نہیں کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بھارت کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کے لئے جب تک اس ایک خاندان کے اندر سے حکومت نہیں نکلے گی اس وقت تک بھارت

[Engr. Syed Muhammad Fazal Agha]

کے عوام کو صحیح جمہوریت بھی نہیں ملے گی اور نہ ہی وہ لوگ پاکستان سے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھائیں گے اس لیے کہ یہی وہ پارٹی ہے جس نے پاکستان کے بنتے وقت اس کی مخالفت کی تھی اور اب چالیس سال گذر جانے کے بعد بھی وہ حقائق سے منہ موڑ رہے ہیں اور انہوں نے ہمیشہ ہمیں darkness میں رکھا ہے ورنہ صدر پاکستان کا کل کا اخباری بیان جو ہے وہ اب بھی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مستقبل کی سوچ پر مبنی ہے ازراہ شفقت انہوں نے کہا ہے کہ وہ انڈیا میں کرکٹ میچ دیکھنے جائیں گے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اتنے کمزور ہیں یا صدر ضیأ نے اس لیے کہا ہے کہ بھارت کی ہم کوئی خوشامد کرنا چاہتے ہیں ۔ نہیں، ہم اپنا یہ ثبوت دینا چاہتے ہیں کہ ہم دوستی کی بنیاد پر بھارت کے ساتھ صلح چاہتے ہیں لیکن اگر بھارت کو یا ملک کے اندر لوگوں کو غلط فہمی ہے کہ صدر ضیأ کا یہ بیان یا وزیراعظم کا پچھلے دنوں بنگلور میں وزیراعظم راجیو گاندھی سے بات کرنا ہماری کسی کمزوری پر مبنی ہے تو ایسی کوئی بات نہیں ہے ہم ایک متحد قوم ہیں ۔ ہم مسلمان ہیں اور ہمارا عقیدہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ہے ہم اس قوم کا ، اس مادر ملت کا دفاع کرنا اچھی طرح جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں ملک کے اندر اور باہر لوگوں کو یہ غلط فہمی بالکل نہیں ہونی چاہیئے ۔

اس سے پہلے بھی ہمارے مختلف حکمران آتے رہے ہیں اور بھارت کے دورے کرتے رہے ہیں ۔ میں آپ کی توجہ شملہ معاہدے کی طرف مبذول کراتا ہوں بھارت نے اس معاہدے سے بھی منہ موڑنے کی ہمیشہ کوشش کی ہے اور بھارت اور ہمارے درمیان کشمیر کا مسئلہ ابھی تک موجود ہے اگر بھارت اس کا حل اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے مطابق نہیں لانا چاہتا ہے اس کو اس طرح حل کرنا نہیں چاہتا تو ہمیں یہ مسئلہ بھارت کے ساتھ Take up کرنا چاہیئے اور کشمیر کے مسئلے کو سلجھانا چاہیئے ۔ بھارت کی بدنیتی سیاچین گلیشیر پر قبضے سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ ہماری نیک نیتی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۔ ایک چور کی طرح اس نے سیاچین پر قبضہ کر لیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بھارت کی نیت ہمارے لئے صاف اور صحیح نہیں ہے ۔

اس وقت بھارت کی یہ پیشقدمی اور حرکات باوجود اس کے کہ اس نے محمد خان جونیجو کو یقین دلایا تھا کہ وہ un-necessary exercises کو avoid کرے گا اور اپنی فورسز کو اور جنبل جگہوں پر واپس کر دیں گے لیکن اس کے برعکس ان کا جو ردعمل ثابت ہوا ہے اس سے معلوم یہی ہوتا ہے کہ موجودہ حالات میں ہمارے ملک کے اندر افغانستان کے مسئلے کی وجہ سے جو موجودہ حالات اور developments ہیں اور روس اور امریکہ سے بھی لوگ آ رہے ہیں۔ اور نجیب اللہ کی بھی پیشکش ہے اور ہمارے ہاں ۳۰ لاکھ سے اوپر مہاجرین بھی موجود ہیں اور جینوا مذاکرات بھی ہو رہے ہیں۔ ان سب حالات کی موجودگی سے شاید پاکستان کو بلیک میل کیا جا رہا ہے، شاید پاکستان کو مجبور اور کمزور سمجھ کر یہ ہمیں بلیک میل کر رہے ہیں۔ شاید یہ افغانستان کے issue کو ہمارے اسلامی نظریوں کے خلاف ہم سے حل کروانا چاہتے ہیں اور یہی ایک وجہ ہو سکتی ہے اور بھارت شاید کسی طاقتور ملک کے کہنے پر ہمارے بارڈر پر اپنی فوجوں کو اکٹھا کر رہا ہے اور کوشش کر رہا ہے کہ ہمیں مختلف چوکیوں پر disturbed رکھے اور ذہنی خلفشار میں مبتلا رکھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ بھارت کے اندرونی حالات بھی صحیح نہیں ہیں تو اپنے عوام کی توجہ بھی ہٹانے کے لئے تاکہ وہ ملک کے اندر کسی طرح بیلنس قائم رکھ سکے، شاید ہم سے یہ بھارتی حکومت بلیک میلنگ کر رہی ہے میں آپ کی توسط سے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان اتنا کمزور نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس طرح بلیک میل ہوں گے اور افغانستان کا مسئلہ ہم اسلامی اصولوں کے اوپر حل کرنے کے لئے تیار ہیں ہمیں امید ہے کہ پاکستان کی حکومت ان تمام معاملات پر سنجیدگی سے غور کرے گی اور روس اور نجیب اللہ کی جو offers ہیں اور ہمارے مہاجرین کے جو views ہیں ان سب کو سامنے رکھتے ہوئے ہم ان تمام دوستوں سے صلاح مشورہ کرنے کے حقدار بھی ہیں جنہوں نے پچھلے سات سالوں سے ہمارا ساتھ دیا ہے ان سے بھی مشورہ کریں گے اور سب سے اہم پاکستان کی بقاء اور وقار ہے اور پھر افغان حکومت کی آزادی عزت و بقاء ہے اور وہاں اسلامی سلطنت کی بحالی جو ہے اس پر پاکستانی حکومت ضرور غور کرے گی اور انشاءاللہ اس کا مثبت جواب ملے گا لیکن وقت کی بات ہے

[Engr. Syed Muhammad Fazal Agha]

اور مسئلے کے حل کے لئے وقت کی ضرورت ہے اگر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہمیں مختلف اطراف سے تنگ کیا جائے یا بلیک میل کیا جائے اور ہمارے ملک کے اندر اپنے ایجنٹوں اور جاسوسوں کے ذریعے خلفشار پھیلایا جائے تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلے کا حل ہے اور نہ ہم اس سے بلیک میل ہوں گے۔

جناب چیئرمین! اس سلسلے میں جاوید جبار صاحب نے آپ کی توجہ سارک کی طرف دلائی ہے میں نے بھی پچھلے سال مشترکہ اجلاس میں خارجہ پالیسی پر بحث کے دوران یہ عرض کیا تھا کہ سارک کا وجود اس وقت تک بے مقصد ہے جب تک آپ اس میں اس قسم کے پرابلمز کو شامل نہ کریں۔ جس سے اب بھارت اور پاکستان دوچار ہیں۔ اس قسم کے پرابلمز اس کے ایجنڈے یا چارٹر میں شامل نہیں ہوں گے تو سارک کا وجود بے مقصد اور بے فائدہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان اور اس کے جو ہمسایہ ممالک ہیں یا بھارت کے اردگرد چھوٹے ممالک ہیں جن کو وہ اسی طرح بلیک میل کر سکتا ہے، ان سب کو مل کر سارک کے اس چارٹر کو ریویو کرنا چاہیئے اور اس میں اس پوائنٹ کو اکاموڈیٹ کرنا چاہیئے، کیونکہ اقوام متحدہ بھی اپنی سابقہ تاریخ میں اس قسم کے مسائل کو حل کرنے میں کافی مؤثر ثابت نہیں ہو سکی ہے۔ لہذا یہ بہت ضروری ہے کہ سارک کے چارٹر میں اس کو شامل کیا جائے تاکہ سارک کے ممالک میں اگر اس قسم کے جھگڑے، مسائل اور غلط فہمیاں ہوں تو آپس میں بیٹھ کر ان کو حل کیا جائے۔ ورنہ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ سارک کے ممالک کے اس ادارے کے کوئی fruit full results ہوں گے۔

میں وزیر مملکت برائے خارجہ امور کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی پچھلی وزٹ کے کچھ تھوڑے سے تجربات کی روشنی میں عرض کرنا چاہوں گا کہ سوائے اس کے کہ میں نے محسوس کیا ہے کہ اقوام متحدہ میں اپنے مستقل مشن نے ہمارے cause کو وہاں پروجیکٹ کرنے میں بڑی بہترین کوشش کی ہے جس کا واضح ثبوت یہ افغان ایشو ہے جس پر ہمیں ۱۲۲ ووٹ ملے ہیں اور میں نے وہاں پر سب لوگوں

سے مل کر دیکھا ہے کہ مستقل مشن نے واقعی جو ہماری value اور ساکھ قائم رکھی ہے وہ ہمارے اپنے views سے کسی صورت میں کم نہیں ہے زیادہ کہہ سکتے ہیں ۔ لیکن اس کے برعکس ہمارے جتنے بھی مشنز اور embassies ہیں میں نے خصوصاً نیویارک میں یہ محسوس کیا ہے ۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب قائمقام چیئرمین : سید صاحب معاف کیجئے گا کہ ذرا آپ اصل موضوع تک رہیں ۔

انجینئر سید محمد فضل آغا : سر میں اصل موضوع پر آ رہا ہوں کہ آپ کی فارن پالیسی میں بعض چیزوں کی ترمیم کی ضرورت ہے جس کی وجہ سے آپ کے پوائنٹ کی پروجیکشن فارن پالیسی میں ہو ۔ سر ! جب تک آپ کی فارن پالیسی میں دنیا کے سامنے آپ کی پراجیکشن صحیح نہ ہوگی تو آپ اپنے پوائنٹ کو آگے نہیں لے جا سکیں گے ۔ میں صرف یہ وزیر خارجہ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جتنے بھی مشنز ہیں permanent missions کو چھوڑ کے امریکہ میں ہمارے بہت سارے لوگ رہتے ہیں اور دنیا کے دوسرے ملکوں میں ہمارے بہت سارے لوگ رہتے ہیں لیکن ہمارے کونسلر جنرل صاحبان اور ایمبیسڈر صاحبان نے ان کو غیر نیشنل سمجھا ہوا ہے ۔ ان پاکستانیوں کو بہت دور رکھا ہوا ہے اگرچہ وہی پاکستانی ہمارے بھائی ہیں اور وہ امریکہ اور دوسرے ممالک میں ہمارے لئے پاکستان کے لئے بہت اچھی لابی کر سکتے ہیں ۔ اس کے برعکس ہندوستان والوں کو بہت encourage کیا جاتا ہے اور ہندوستان کے لوگ اپنی حکومت کے پوائنٹ کو بہت اچھی طرح سے پراجیکٹ کرتے ہیں جبکہ ہمارے لوگوں کو بہت ڈسکرج کیا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ منسٹر کہ یہ فرض بنتا ہے کہ پاکستانی جو باہر رہتے ہیں جو فارن کرنسی بھیجتے ہیں جو ملک کے لئے ایک سفیر کی حیثیت سے کام کرتے ہیں ۔ ہمارے سفارت خانوں کو ان پر خصوصی توجہ دینی چاہیئے وہاں ہمارے جو لوگ رہتے ہیں ان سے بہت نزدیکی رابطہ رکھنا چاہیئے تاکہ وہ باہر اپنے ملک کے لئے ایک لابی پیدا کر سکیں اور دنیا کی سیاست میں آپ کی حیثیت بنا سکیں ۔

اس کے علاوہ میں سمجھتا ہوں کہ ملک کے اندر ریڈیو ٹی وی اور پریس کے کردار پر چند گزارشات عرض کرنا ضروری ہیں ۔ اس لئے کہ پچھلے دنوں کراچی میں جو کچھ

[Engr. Syed Muhammad Fazal Agha]

ہوا۔ اس میں ریڈیو ٹی وی اور پریس کا رویہ صحیح نہیں تھا جس سے یہ آگ زیادہ بھڑکی ہے اب بھی ہمارے بارڈرز پر جو کچھ ہو رہا ہے اس کے لئے ریڈیو، ٹی وی اور پریس کو ایک خاطر خواہ رویہ رکھنا چاہیئے۔ اور ملک کے باسیوں کو بیدار کرنا چاہیئے کہ ہمارے بارڈر پر کیا ہو رہا ہے اور ہمارے حقیقی مسائل کیا ہیں ملک کے اندر جو چھوٹے موٹے جھگڑے ہیں یہ گھر میں بھی چلتے رہتے لیکن عوام کو یہ بتانا ہے کہ ملک کے اندر کیا ہے اور ہمارے بڑے بڑے دشمن ہمارے خلاف کیا عزائم رکھتے ہیں اور کیا کرنا چاہتے ہیں اس پر وزیر انفارمیشن صاحب سے گزارش ہو گی کہ وہ اپنے دائرہ اختیار سے کام لیتے ہوئے ریڈیو ٹی وی اور پریس کو کہیں۔ یہ نہیں کہ ان کی آزادی کسی طرح سے سلب کریں یہ جو اہم مسئلہ ہے اسے عوام تک پہنچانے میں مؤثر اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔

آخر میں جناب میں عرض کروں گا کہ یہ ملک چونکہ اسلام کے نام پر بنا تھا اور ہم سب پاکستانی کلمہ گو ہیں اور ہم خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ لیکن افسوس یہی ہے جیسا کہ جاوید صاحب کے نظریات سے آپ نے دیکھا لیا کہ لوگ یہاں تک اس بات پر سوچنے لگے ہیں کہ جناب اسلام مکمل ضابطہ حیات نہیں ہے یہ لاگو نہیں ہو سکتا اس کو عملی طور پر آپ چلا نہیں سکتے۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ اس سلسلے میں حکومت جلد سے جلد اسلامی قوانین نافذ کرنے میں کوشش کرے اور عوام اور خود کو اسلامی اصولوں پر لانے کی کوشش کرے۔ تاکہ ہم ایک اسلامی معاشرے کی طرح رہ سکیں ملک میں جھگڑے اور فساد جس کا واضح ثبوت کراچی کے واقعات ہیں ان سب کا تدارک ہو سکے اس قسم کے مسائل ختم ہوں اور ایک پاکستانی اور مسلمان کی حیثیت سے ہم سب مل کر اس ملک کا دفاع کر سکیں۔

آخر میں جناب آپ کے توسط سے ایک بار پھر عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم مسلمان ہیں اور انشاء اللہ تاریخ کی طرح آج بھی ثابت کر سکیں گے کہ ہم قربانی دینا جانتے ہیں۔ اپنی زمین پر شہید ہونا جانتے ہیں۔ لیکن اگر ہمارے خلوص اور نیک نیتی سے کوئی غلط مطلب لیتا ہے جس نے ہمیں under estimate کیا ہوا ہے تو خدا وہ وقت نہ لائے ورنہ وقت آنے پر ہم ان کو بتا دیں گے کہ ہم سچے مسلمان ہیں۔ شکریہ!

جناب قائم مقام چیئرمین : جناب محمد علی خان ہوتی صاحب ۔

جناب محمد علی خان : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین صاحب ! نفس مضمون پر کچھ کہنے سے قبل ہمیں تخمیناً ۴۸ سال پیچھے مڑ کر دیکھنا ہوگا جب آل انڈیا مسلم لیگ نے ۱۹۴۰ء میں "قرارداد پاکستان" پاس کی تھی ۔ یہ کیوں کی گئی یا بالفاظ دیگر برصغیر کے مسلمانوں کو اس کی کیا ضرورت پڑی ۔ جناب والا ! یہ ایک لمبی داستان ہے جو ہماری تاریخ کا نہ صرف ایک حصہ بن چکی ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری تاریخ کا ایک زریں باب ہے ۔ جناب والا ! آل انڈیا مسلم لیگ نے برصغیر کے مسلمانوں پر یہ ایک عظیم احسان کیا اور یہی وقت کا تقاضا تھا کہ برصغیر میں مسلمانوں کے لئے ایک ایسا خطہ حاصل کیا جائے جہاں مسلمان اپنے آئین کے مطابق اپنی زندگی بسر کر سکیں ۔

جناب والا ! اس وقت سے ہندوستان کے غیر مسلموں نے ہماری طرف نفرت کی نگاہوں سے دیکھنا شروع کیا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جب برصغیر میں مسلمانوں نے پہلا قدم رکھا تو ان کے قدموں تلے زمین سے پاکستان کی صدائیں بلند ہوئیں بہر حال برصغیر تقسیم کیا گیا اور اس پر تقریباً چالیس سال گزر گئے لیکن ہندوستان کے ہندو اس المیے کو نہ بھول سکے ان کے نزدیک یقیناً یہ ایک بڑا سانحہ تھا ، ایک المیہ تھا کیونکہ ان کے نزدیک تقسیم برصغیر "گئو ماتا" کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے مترادف تھا وہ ہمیں اپنی عددی برتری کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے غلام بنانا چاہتے تھے لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کو ایسا منظور نہیں تھا ۔ انگریز کے چلے جانے کے بعد جب ہندوستان کو آزادی ملی تو دوسری طرف پاکستان بھی معرض وجود میں آیا اور مسلمانان برصغیر کو ایک جائے پناہ مل گئی ۔ جناب والا ! اس دن سے ہندوستان کے ہندو اس نوزائیدہ مملکت کو توڑنے کے درپے ہوئے اور وہ مسلمان جو ہندوستان میں رہ گئے تھے ان کو سیاسی سطح پر ختم کرنے اور پاکستان کو دوبارہ اکھنڈ بھارت کے ساتھ ملانے کی کوششوں میں مصروف ہو گئے اور اس کے لئے منصوبے انہوں نے شروع کئے ۔

جناب والا ! اس ضمن میں متعدد جنگیں بھی لڑی گئیں اور جب بدقسمتی سے ہماری آپس کی چپقلش کی وجہ سے مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا تو آنجہانی اندرا

[Mr. Muhammad Ali Khan]

گاندھی نے ایک تقریر کے دوران دہلی میں علی الاعلان کہا ہے کہ ہم نے ایک ہزار سال بعد مسلمانوں سے بدلہ لے لیا ہے اس پر ہندوؤں نے اسے دیوی کا خطاب دیا۔ جناب والا! اگر بے انت سنگھ اس کو نشانہ نہ بناتا تو اس نے پاکستان پر فوج کشی کے لئے تاریخ کا تعین بھی کر دیا تھا اور جس آگ میں ہمیں وہ جلانے کی کوششوں میں مصروف تھی خداوند تعالیٰ کے فضل سے ہم اس کے عتاب سے بچ گئے اور اسی آگ میں وہ خود جل کر مر گئی اس کے بعد جب راجیو گاندھی برسراقتدار آیا تو اس نے کھلم کھلا پاکستان دشمن پالیسی کو اپنا لیا۔ اس کے پالیسی سازوں نے اس کو یہ مشورہ دیا کہ اگر تو نے ہندوستان پر حکمرانی کرنی ہے۔ یعنی اگر تو نے ہندوؤں کے دلوں پر حکمرانی کرنی ہے تو تجھے پاکستان دشمن پالیسی کو اپنانا ہوگا اس کے ملک میں جو بھی کوئی واقعہ پیش آتا ہے اس کی یہی خواہش اور کوشش ہوتی ہے کہ اس میں کسی نہ کسی طریقے سے پاکستان کو ملوث کیا جائے۔ اور ہمیں اقوام عالم میں بدنام کیا جائے۔ جناب والا! یہ بات سب کو بخوبی معلوم ہے کہ اندرا گاندھی نے اپنے چھوٹے لڑکے یعنی سنجے گاندھی کو اپنا جانشین مقرر کرنے کی کوشش کی اور اس کے لئے اس کو ابھی groom up کرنے کی کوششیں جاری تھیں کہ حالات نے کچھ پلٹا کھایا اور اس کے مرنے کے بعد یہ تاج موجودہ وزیراعظم راجیو گاندھی کے سر پر رکھا گیا۔ حالانکہ اس بے چارے کو سیاست سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے آج وہ انڈین نیشنل کانگریس کے ہاتھوں میں ایک کٹھ پتلی ہے اور اسی کے اشاروں پر ناچ رہا ہے یہ وہی انڈین نیشنل کانگریس ہے جس نے شدت کے ساتھ برصغیر کی تقسیم کی مخالفت کی تھی اور پھر یہ امر مجبوری یعنی بادل نخواستہ اسے اس کو قبول کرنا پڑا۔ لیکن اس دن سے لے کر آج تک انہوں نے ہمیں پریشان کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ آج ہماری سرحدوں پر ہندوستانی افواج کا اجتماع بھی کسی بڑی سپر پاور کے اشاروں پر کیا گیا ہے۔ اور یہ اس لئے کیا گیا ہے کہ پاکستان کو اس بات پر مجبور کرے کہ مسئلہ افغانستان اس سپر پاور کی مرضی اور منشا کے مطابق حل کیا جا سکے اور دوسری طرف ہندوستان کے لوگوں کی توجہ کو اندرونی مسائل سے ہٹایا جا سکے۔

جناب والا! ہندوستان ایک نہایت ہی وسیع اور عریض ملک ہے اس کو کیا سوجھی کہ وہ جنگی مشقیں پاکستان کی سرحدات پر شروع کرے اور جب ہم نے اپنے دفاع کی خاطر کچھ تدابیر کیں تو ہمیں کہلا بھیجا کہ اپنی فوجوں کو واپس کر دو، اسی کو تو کہتے ہیں "چوری" اور پھر سینہ زوری، جناب والا! وزیراعظم پاکستان نے قوم کو اعتماد میں لے کر ایک بہت ہی مستحسن اقدام کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم من حیث القوم انشاءاللہ تعالیٰ ہندوستان کی بنڈتانہ چالوں کو ہرگز کامیاب نہیں ہونے دیں گے، جناب والا! یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اگر ہم تاریخ کی ورق گردانی کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ مغلیہ سلطنت کے زوال کے وقت مرہٹوں کی طاقت ہندوستان میں ابھری، ان کی کنفیڈریشن جس میں سندھیا، گائیکواڑ، ہلکر اور سادنت واڑھے شریک تھے ان کا برصغیر میں طوطی بولنے لگا۔ ان کا سرپرست اعلیٰ مرہٹوں کا پیشوا پونا میں مقیم تھا اور اس کی نظریں کوہ ہندوکش پر لگی ہوئی تھیں۔ اور وہ یہ خواب دیکھ رہا تھا کہ اس سارے علاقے کو میں اکھنڈ بھارت میں شامل کروں گا لیکن خداوند تعالیٰ کا کرنا کچھ اور تھا۔ احمد شاہ ابدالی نے ان کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پانی پت کی تیسری لڑائی میں پاکستان کا بیج بویا گیا اور پیشوا کی طاقت ایسی تباہ ہوئی کہ پھر سنبھل نہ سکا۔ بالآخر ہندوستان کو ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کی حکومت اور حکمرانی ملی اور اس کے ساتھ انہوں نے اسی وقت ہندوستان کے مسلمانوں کو سیاسی طور پر تباہ کرنے اور اس مملکت خداداد کو دوبارہ ہندوستان میں شامل کرنے کے لئے منصوبے باندھنے شروع کئے کیونکہ آج تک ذہنی طور پر انہوں نے اس ملک کو تسلیم نہیں کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ نہ وہ تسلیم کرنے کیلئے تیار ہیں، دو قومی نظریئے کو وہ اپنے لئے موجب مرگ سمجھتے ہیں اور ان کی یہ کوشش ہے کہ اس برصغیر کے مسلمانوں کے اذہان سے اس چیز کو خارج کریں اور اس کے لئے وہ ہر طرح کے حیلے بہانے کرنے کے لئے تیار ہیں اور سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہیں، یعنی منہ میں رام رام اور بغل میں چھری۔

جناب والا! جو لوگ پاکستان میں اس غلطی یا غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہندوستان کے ہندو ہمارے ساتھ اچھی ہمسائیگی کا سلوک کرنے کے لئے تیار ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ احمقوں کی جنت میں رہنے والے ہیں، ہندو اور مسلمان کی دوستی ناممکن ہے،

[Mr. Muhammad Ali Khan]

کافر اور مسلمان اکٹھے ہو نہیں سکتے جب تک مسلمان اپنے مذہب کو چھوڑ کر کفر اختیار نہ کر لیں ، اس وقت تک کافر ہمارے ساتھ بغلگیر ہونے کے لئے کسی قیمت پر بھی تیار نہیں ہیں۔ لہذا ہماری ان کے ساتھ دوستی ناممکن سی بات ہے، جناب نیشنلسٹ مسلمانوں کا وہ نعرہ جو آپ کو بھی شاید یاد ہو کہ ہندو مسلم بھائی بھائی لگا تو اس کا حشر ہم ۱۹۴۷ء میں دیکھ چکے ۔ جناب والا! کشمیر کے مسئلے کے بطریق احسن اور میں دوبارہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بطریق احسن حل ہونے کے بعد اسلامی اصولوں اور اسلامی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہندوستان کے ساتھ ہم اگر اچھی ہمسائیگی کا سلوک اختیار کریں تو اس میں کوئی برائی نہیں ہو گی ، اگر وہ بھی اسی جذبے کے تحت کام کریں اور ہمارے ساتھ ہمسائیگی کے اچھے طریقے روا رکھیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں بھی کفار کے ساتھ معاہدات ہوئے تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمسایہ ممالک کے ساتھ معاندانہ روش اختیار کرنے سے معاملات سلجھتے نہیں بلکہ مزید الجھ جاتے ہیں ، لیکن ہم کو چاہیئے کہ پھر بھی ان پر اعتماد نہ کریں اور کوشش کریں کہ ہم اپنے آپ میں یہ طاقت اور قوت پیدا کریں تاکہ راجیو گاندھی پھر ایسی گستاخی نہ کر سکے کہ وہ علی الاعلان کہے کہ I will teach Pakistan a lesson.

جناب والا ! اس ضمن میں میری کچھ تجاویز ہیں۔

۱۔ وطن عزیز میں نظام اسلام کا جلد از جلد نفاذ کیا جائے اور اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر قوم کو جہاد کے لئے تیار کیا جائے۔

۲۔ پاکستان آئیڈیالوجی کی پرزور اشاعت کی جائے تاکہ نئی نسل کو ہم اس سے آشنا کرا سکیں ۔

۳۔ ملک کے دشمنوں پر اس ملک میں رہتے ہوئے اس کے خلاف کچھ کرنے اور کچھ کہنے پر پابندی عائد کی جائے اور ایسے قوانین اس ملک میں نافذ کئے جائیں تاکہ ان کا بروقت سدباب کیا جائے۔

۴۔ جناب والا ! پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اس کی مخالفت میں سمجھتا ہوں کہ یہ مخالفت دین سمجھی جائے اور مرتد کے لئے سزائے موت تجویز کی جائے۔

۵۔ جناب والا ! تعلیمی اداروں میں فوجی تربیت لازمی مضمون قرار دیا جائے

یونین کونسلوں کی سطح پر یعنی گاؤں میں یونین کونسلوں کی سطح پر اور شہروں میں وارڈوں کی سطح پر ۱۸ سال سے لے کر ۴۰ سال تک کی عمر کے نوجوانوں کو ملٹری ٹریننگ دی جائے تاکہ بوقت ضرورت وہ سینہ سپر ہو کر دشمن کے مقابلے میں میدان میں نکل سکیں۔

۶۔ اسی طرح چالیس سال کی عمر سے لے کر ساٹھ سال کی عمر تک کے لوگوں کو شہری دفاع کے کورسز کرائے جائیں تاکہ ایمرجنسی کے وقت اس ایج گروپ کو بھی فعال بنایا جا سکے۔

آخر میں جناب والا! میری یہ عرض ہے کہ پاکستان چونکہ ایک بہت ہی غریب ملک ہے ہم ایک بہت بڑی باقاعدہ فوج نہیں رکھ سکتے اس کے لئے بڑے زیادہ وسائل چاہئیں، لہذا اب وقت کی ضرورت ہے کہ ہم اسرائیل کی طرز پر اپنی افواج کی از سر نو ترتیب کریں تاکہ بوقت ضرورت سب قوم یکجان ہو کر دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرے اور میں سمجھتا ہوں کہ جب ہم یہ طاقت اپنے آپ میں پیدا کر لیں گے تو میں بلاخوف تردید یہ کہہ سکتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس علاقے میں ہمیں کوئی بھی للکارنے والا نہ ہوگا، وما علینا الا البلاغ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : شکریہ! سردار خضر حیات خان۔

سردار خضر حیات خان : جناب چیئرمین! بہت بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے یہ موقع عنایت فرمایا، میں اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہندوستانی فوج کے اجتماعات اور ان کے ارادوں کے متعلق بات میں ایک شعر سے شروع کرتا ہوں کہ

سے نہ وہ بدلے نہ دل بدلا نہ دل کی آرزو بدلی
میں کیسے اعتبار انقلاب آسماں کر لوں

جناب والا! ہمیں اور ہماری قوم کو یہ محسوس کرنا چاہیئے اور یہ یقین رکھنا چاہیئے کہ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے پاکستان کے قیام کی مخالفت کی تھی اور آج تک پاکستان کو قبول نہیں کیا ہے اور وہ تین دفعہ انہوں نے پاکستان پر جنگیں مسلط کی ہیں لیکن اس وقت ضرورت یہ ہے کہ ہم پاکستان میں متحد ہوں اور یہاں اتحاد پیدا کریں، کیونکہ ہندوستان اسی وقت جرأت کرتا ہے جب ملک میں افراتفری ہو اور ملک

[Sardar Khizar Hayat Khan]

میں اتحاد نہ ہو ۔ آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف جگہوں پر وہ لوگ جنہوں نے ہندوستانی لیڈروں کی طرح پاکستان کے قیام کو قبول نہیں کیا ان کو بھی آواز ملتی ہے تو ہمیں یہ چاہیئے کہ ہم یہ کوشش کریں کہ ان لوگوں کا قلع قمع کریں جنہوں نے پاکستان کو دل سے قبول نہیں کیا ہے اور ان کو یہ جرأت نہ ہو کہ وہ پاکستان کی مخالفت کریں اس لئے ہمیں یہ دیکھنا ہے اور ہمیں یہ باور کرنا چاہیئے کہ ان کے ارادے کبھی بھی پاکستان کے متعلق ٹھیک نہیں ہو سکتے ۔ ہمیشہ خطرناک رہے ہیں اور آج بھی خطرناک ہیں اور یہ فوجی اجتماع جو ہے اسی چیز کی طرف اشارہ کرتا ہے اور ہمیں ان کے بیانات پر یقین نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ہمیں اور بھی زیادہ توجہ سے تیاری کرنی چاہیئے ۔ کیونکہ بعض دفعہ ہندوستان کے جو بیانات ہوتے ہیں وہ بڑے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں جس طرح پنجابی میں ایک کہاوت ہے "دکھاؤ مجھے اور لڑائی کرو محمد یار سے" دائیں طرف دیکھو اور بائیں طرف لڑائی کرو ۔ اس لئے ہمیں ان کے ارادوں پر خاصی کڑی نظر رکھنی چاہیئے ۔ ان کے بیانات اور ان کی جو یقین دہانیاں ہیں ان پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ نہ انہوں نے آج تک پاکستان کو قبول کیا ہے اور نہ وہ پاکستان کے متعلق اچھے ارادے رکھتے ہیں ہمارا دفاع اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہم پاکستان میں پوری طرح متحد ہوں ۔ اس اتحاد کی پاکستانی قوم کو اس وقت سخت ضرورت ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے وزیراعظم اس طرف پوری طرح توجہ دیں گے اور قوم میں اتحاد اور یکجہتی پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جیسے کہ کل انہوں نے اپنے طرزعمل سے ثابت کیا ہے کہ وہ قوم اور ملک کو اعتماد میں لینا چاہتے ہیں ۔ ملکی حالات کے متعلق اور سنگین صورت حال پر قوم کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب بھی ہماری یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ ہم اپنے اختلافات ختم کر کے آگے بڑھیں اور لوگوں میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کریں اور جو چھوٹے موٹے اختلافات ہیں وہ ختم کر دیں ۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو قائم و دائم رکھے گا ، اور ہماری سیاست جو ہے اس میں اختلافات دور ہوتے جائیں گے تو اس لئے میری ان لوگوں سے یہ استدعا ہے جو سیاست کے لئے ہر چیز وقف رکھتے ہیں کہ ہمیں اس وقت یہ احساس کرنا چاہیئے کہ ہمارے دشمن کے ارادے خطرناک ہیں ہم نے

۱۹۶۵ء میں بھی دیکھا کہ ہم نے جب بھی ملک میں افراتفری کے حالات پیدا کئے تو ہم پر جنگ مسلط کر دی گئی۔ آج بھی ہمارے حالات وہی ہیں اور جیسا کہ سندھ میں ہو رہا ہے جیسے کہ ملک کے بارے میں باتیں کہی جا رہی ہیں اور ملک میں ایسے حالات پیدا کئے جا رہے ہیں، تو مجھے یہ خدشہ ہے، لہذا ہمیں ان کے بیانات پر نہیں جانا چاہیئے بلکہ وہ کوشش کریں گے کہ وہ ہم پر جنگ مسلط کریں تو آج میں صرف یہی بات کرنا چاہتا ہوں ہمیں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کرنی پڑے گی اور ہمیں اتحاد پیدا کرنا چاہیئے ہمیں قوم میں وہی جذبہ پیدا کرنا چاہیئے جو آج سے ۳۰۔ ۳۵ سال پہلے جب ہمارے بارڈر پر فوجی اجتماع ہوا تھا تو جیسے لیاقت علی خان نے ایک مکہ دکھا کر قوم کو متحد کیا تھا آج بھی ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم ایک مکے کی صورت دکھا کر ہندوستان پر یہ ثابت کریں کہ ہم ایک ہیں اور ان لوگوں کا مقابلہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کریں گے۔ انشاءاللہ!

دوسری بات یہ ہے کہ جیسا کہ ۶۵ء میں یہ کہا گیا تھا فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے ایک دفعہ کہا تھا کہ انہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ انہوں نے کس قوم کو للکارا ہے آج بھی وہ جذبہ اور سپرٹ پیدا کرنی پڑے گی۔ جس سے ہم انہیں یہ بتا سکیں اور ان کو یہ پتہ ہونا چاہیئے کہ وہ کس قوم کے ساتھ جنگی تیاریاں کر رہے ہیں ان کے ارادے ۶۵ء میں جیسے ناکام ہوئے تھے انشاءاللہ تعالیٰ آج بھی وہ ناکام ہوں گے لیکن ہمیں وہ جذبہ اور سپرٹ پیدا کرنی پڑے گی اور ان کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ کس قوم کو للکار رہے ہیں یہ وہ قوم ہے جو رسول عربی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے حکم پر چلنے والی ہے اور چلتی رہے گی جیسے کہ پہلے میرے دوستوں نے کہا ہے کہ ہم اس اسلامی جذبے کو اجاگر کریں اور اس کو سامنے لا کر قوم میں اتحاد پیدا کریں اور ان لوگوں کا ہمیشہ کے لئے قلع قمع کریں جو پاکستان کے خلاف کام کرتے ہیں اور مجھے یقین کامل ہے کہ جناب وزیراعظم صاحب کی قیادت میں انشاءاللہ تعالیٰ ملک میں اتحاد پیدا ہوگا اور ان لوگوں کے ارادے خس و خاشاک کی طرح بہہ جائیں گے جو پاکستان کو تباہ و برباد کرنے کے لئے ہندوستان کی چالوں پر اور امدادوں پر کام کر رہے ہیں۔

[Sardar Khizar Hayat Khan]

ہم بیرونی دنیا سے بھی لاتعلق نہیں رہ سکتے اور دیکھنا پڑے گا کہ وہ لوگ جو پاکستان کو طرح طرح سے آزماتے ہیں اور پریشر ڈال رہے ہیں ان کے ارادوں کو بھی پوری طرح حکومت اور عوام کو جانچنا پڑے گا۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہماری حکومت وہی قدم اٹھائے گی جو ملک و قوم کی بہتری میں ہوگا۔ فوج بھی دفاع کے لئے تیار رہے گی اور جیسے کہ کل وزیراعظم صاحب نے کہا ہے کہ ہم جنگ نہیں چاہتے، ہم امن چاہتے ہیں تو امن کے لئے بھی جنگ کی تیاری ضروری ہوتی ہے ہم جنگ کی تیاری جنگ کرنے کے لئے نہیں بلکہ اپنے دفاع کے لئے کرتے ہیں اور کریں گے اس وقت قوم بھی تیار ہے اور قوم کو تیار رہنا پڑے گا۔ کیونکہ جنگ فوج سے نہیں لڑی جاتی بلکہ قوم سے لڑی جاتی ہے جنگیں قومیں لڑتی ہیں اور میں انشاءاللہ پاکستانی قوم پر یقین رکھتا ہوں کہ جس طرح اس نے پہلے اپنے کردار سے ثابت کیا ہے کہ ہم پاکستانی سب ایک ہیں۔ اور پاکستان کے دفاع کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے ہر وقت تیار ہیں اور تیار رہیں گے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور حکومت سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ وہ ان کو منہ دکھائیں اور ان کو بتا دیں کہ وہ کس قوم کے ساتھ جنگ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جزائے خیر دے کہ ہم اپنے لئے متحد ہوں۔ اور ملک و قوم کے دفاع کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے تیار ہوں جہاں حکومت کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ قوم میں اتحاد پیدا کرے وہاں اپوزیشن کا بھی یہ فرض ہوتا ہے کیونکہ یہ ملک صرف حکومت کا نہیں ہے بلکہ تمام لوگوں کا ہے اور سب ملک کے اتحاد کے لئے کوشش کریں۔ یہ نہیں ہے کہ روز بروز جھگڑے ڈالتے رہیں اور بعد میں یہ کہیں کہ حکومت یہ نہیں کرتی، وہ نہیں کرتی۔ بلکہ اپوزیشن پارٹیوں کا بھی فرض بنتا ہے اور اس سے زیادہ ہی بنتا ہے سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے پاکستان کی مخالفت کی تھی۔ وہ اب اپنے ارادوں سے باز آئیں اور حکومت کو بھی چاہیئے کہ جن لوگوں نے پاکستان کی مخالفت کی تھی، ان کو یہ موقع بھی نہ ملے کہ وہ پاکستان کے مخالف بات کر سکیں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائمقام چیئرمین: شکریہ جناب، پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - جناب چیئرمین ! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا - مجھ سے پہلے جن محترم سینیٹر حضرات نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور خصوصیت سے جو موقع اس ایوان کو قومی اسمبلی کو جوائنٹ سیشن کی صورت میں وزیر اعظم نے اس صورت حال پر غور کرنے کو دیا ہے میں ان کا ہم آواز ہوں کہ یہ ایک بروقت اقدام کیا گیا اور یہ روایت قائم ہونی چاہیئے جب بھی کوئی اہم مسئلہ قوم کو درپیش ہو - قوم کے منتخب نمائندوں کو اعتماد میں لیا جائے اور مشورہ کیا جائے اور مل کر ہم ان تمام خطرات کا مقابلہ کریں

جناب والا ! میں ان باتوں کا اعادہ نہیں کرنا چاہتا جو میرے ساتھیوں نے کہہ دی ہیں - لیکن اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے اس امر کا اظہار کروں کہ پاکستانی قوم جو اللہ پر ایمان ، عقیدے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے وفاداری کی بنیاد پر قائم ہوئی ہے وہ ہر اندرونی اور بیرونی خطرے کا مقابلہ ایک بنیان مرصوص کی طرح کرے گی - کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیئے کہ ہمارے یہ اختلافات جو خود خلوص پر اور نکر و فہم پر مبنی ہیں وہ ایک ایسے موقع پر جبکہ یہ پوری قوم ، یہ ملک اور اس کا وجود خطرے میں ہو قوم کو بانٹنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں . ماضی میں بھی آپ کو یاد ہو گا کہ جب ۶۵ ء میں ہندوستان نے فوج کشی کی تھی اور اس وقت کے صدر مملکت نے پوری قوم کو مقابلے کے لئے پکارا تھا تو سب نے اس پر لبیک کہا تھا اور وہ افراد جو حکومت کے مخالف تھے ، انہوں نے آگے بڑھ کر حکومت کے ساتھ تعاون کیا اور جہاد میں شرکت کی اور قوم کو موبائیلائز کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا تھا - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہر خطرے کے وقت یہ قوم اسی کردار کا مظاہرہ کرے گی لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی ضرورت ہے کہ حقائق ہمارے سامنے ہوں اور ہم وہ رویہ اختیار کریں اور ایسی پالیسیاں بنائیں جن کی بنیاد پر فی الحقیقت ان حالات کا مقابلہ کیا جا سکے - ہندوستان اور پاکستان کا معاملہ کوئی نیا معاملہ نہیں اور اس وقت ہماری سرحدوں پر جو کچھ ہو رہا ہے اسے آپ کو اس پس منظر میں دیکھنا ہو گا جس میں کہ تحریک پاکستان کی جدوجہد کی گئی یہ ملک قائم ہوا اور اس ملک کے قائم ہونے کے بعد ہندوستان نے جو رویہ اختیار کیا بلاشبہ ہم سب سے دوستی چاہتے ہیں لیکن محض دوستی

[Prof. Khurshid Ahmad]

کہ ان جذبات کی بنا پر تاریخ کے حقائق اور سیاسی حالات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

جناب والا! انڈین نیشنل کانگرس نے جس ریزولیوشن کے ذریعے ۳ جون کے پلان کو قبول کیا اگر آپ اس ریزولیوشن کے پورے ٹیکسٹ کا مطالعہ کریں تو اس میں انہوں نے صاف ان الفاظ کا اظہار کیا ہے کہ یہ تقسیم ایک عارضی چیز ہے اور ہم اس کو اس لئے قبول کر رہے ہیں کہ بالآخر ایسے حالات پیدا ہوں گے کہ ہندوستان پھر ایک ہو سکے گا یہ ایک بڑا اہم سیاسی ڈاکومنٹ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کی پالیسی کی بنیاد اسی ڈاکومنٹ پر رہی ہے یہی وجہ ہے کہ ہم ہندوستان کی طرف سے نام نہاد دوستی کے جذبات کے اظہار کو ان کی Face value پر نہیں لے سکتے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری دوستی ہو ہم کسی کو خاک و خون کی ہولی کھیلانا نہیں چاہتے لیکن دوسری طرف وہ افراد، وہ قومیں، وہ ملک جو پاکستان کے وجود کو تسلیم نہ کریں اور جن کی مستقل پالیسی یہ ہو کہ پاکستان کو de-stabilize کیا جائے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ان کے عزائم کوششوں اور ان کی پالیسیوں کو نگاہ میں رکھیں اور ان کی سٹڈی کریں۔ تاکہ ان حالات کا مقابلہ کیا جا سکے۔ ہندوستان نے اس کے بعد سرکاری اثاثوں کی تقسیم کے لئے حتیٰ کہ وہ پیسہ جو امپیریل بنک میں تھا، ڈیفنس سپلائی، ویگنوں کی تقسیم، جونا گڑھ، منادور کا مسئلہ، حیدر آباد اور کشمیر اس پوری تاریخ کو نظر انداز کر کے آپ ہندوستان کی پاکستان کے متعلق پالیسی کو نہیں سمجھ سکتے۔ پنڈت نہرو نے Discovery of India میں جو ۱۹۴۵ء میں لکھی گئی، اس بات کا اظہار کیا ہے اور بتایا ہے کہ مستقبل کے لئے ان کی نگاہ میں ہندوستان کا کیا تصور ہے وہ ہندوستان کو صرف ایک ایشین پاور نہیں بلکہ ایک ورلڈ پاور کی حیثیت سے پیش کرتا ہے Panikar جو ہندوستان کی خارجہ پالیسی کے مصنفین میں سے ہیں India An Asian Power اور India And The Indian Oceans دونوں کتابوں کے اندر صاف الفاظ میں یہ بات کہتا ہے کہ ہندوستان کو اس علاقے کی ریجنل پاور بننا ہے اور اس کے بعد ایک عالمی کردار ادا کرنا ہے ایک نہیں متعدد

doctrine of discussion ہندوستان سے شائع ہوئے ہیں جن میں انہوں نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ ہمارا حق اس پورے علاقے میں کہاں کہاں ہے اس میں انہوں نے برونائی سے لے کر مارشیس تک ان تمام علاقوں کو بتایا ہے کہ ایک زمانے میں یہ علاقے ہندوستان کے زیر اثر تھے اور ان سب کو ہندوستان کے زیر اثر آنا چاہیئے۔ ہندوستان کی ڈیفنس پالیسی اور خارجہ پالیسی ان دونوں میں آپ کو یہ بات بنیادی نظر آئے گی۔ جو اپنی آبادی، وسائل اور اپنے معاشی قد و قامت کے مطابق بین الاقوامی رول ادا کرنا چاہتا ہو وہ کام نہیں کرتا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دوسرے ہمسایہ ملک کہ وہ اپنے وسائل، آبادی اپنے تاریخی مقام اپنی معیشت کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ اس کا تصور ہی یہ ہے وہ اسس علاقے میں اصل طاقت ہے اور باقی سب کو اس کے ماتحت زندگی گزارنی چاہیئے۔ بھوٹان اور نیپال بظاہر sovereign ممالک ہیں سارک کے ممبر ہیں لیکن آپ دیکھیں کہ انڈیا کی پالیسی ان کے بارے میں کیا ہے، سری لنکا کے بارے میں کیا ہے۔ اس وقت سری لنکا کو de-stabilize کرنے اسے بانٹنے کے لئے کیا رول ہے جو ہندوستان ادا کر رہا ہے اور پھر مشرقی پاکستان کو ہم سے جدا کرنے کے لئے بھارت نے کیا رول ادا کیا اور اس کے بعد اندرا گاندھی نے ان الفاظ کا اظہار کیا کہ آج ہم نے دو قومی نظریئے کو دفن کر دیا ہے جس سے ان کے اصل عزائم سامنے آ گئے۔

جناب والا! میں چاہتا ہوں کہ ان حالات کو اس پس منظر میں دیکھا جائے کہ ہندوستان نے کیا فوجی تیاری کی ہے اور فی الحقیقت کون ہے اس کے مقابلے میں، کیا اس کا اصل مقابلہ چین سے ہے؟ یہ حقائق آج بین الاقوامی برادری کا کامن نالج ہے کہ چین کی جنگ ہندوستان نے provoke کی تھی Maxvel کی کتاب India, China War آپ دیکھیئے اس میں سارا مواد موجود ہے کہ وہ جنگ کچھ خاص مقاصد کے لئے کی گئی ہے اور بنیادی مقصد اس کا یہ تھا کہ ہندوستان، روس اور امریکہ دونوں سے وسائل حاصل کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ ایک ایشین پاور کی حیثیت سے وہ ابھرے وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ چین سے لڑ کر ایک نام نہاد جنگ کے ذریعے وہ مغربی دنیا کو مجبور کر دے گا کہ فوجی معاشی ہر لحاظ

[Prof. Khurshid Ahmad]

سے وہ ہندوستان کو مضبوط کر دے اور یہی مسلمہ حقیقت بھی ہے اگر یہ چیز ہمارے سامنے ہے تو پھر پاکستان کو اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیئے کہ بلاشبہ ہم دوستی چاہتے ہیں۔ اور کبھی پہل نہیں کریں گے لیکن پاکستان کو اصل خطرہ ہندوستان سے ہے ہمیں اس کیلئے ہر لمحہ تیار رہنا چاہیے اور یہ تیاری محض زبانی جمع خرچ سے نہیں ہوتی اس کے لئے قوموں کو بڑی قربانیاں دینی پڑتی ہیں دوررس پالیسیاں بنانی پڑتی ہیں اور ایسی بنیادی اصلاحات کرنی پڑتی ہیں جس کے نتیجے کے طور پر فی الحقیقت آپ ان خطرات کا مقابلہ کر سکیں۔

سائز اصل چیز نہیں یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ برطانیہ جو سائز کے اعتبار سے اگر آپ یورپ کے نقشے پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دو چھوٹے سے سلیپر رکھے ہوئے ہیں لیکن اس چھوٹی سی جغرافیائی طاقت نے اپنی سیاسی معاشی اور عسکری قوت کی بنیاد پر اپنی علمی، سائنسی قوت کی بنیاد پر آدھی دنیا پر حکمرانی کی ہے۔ جاپان اور چین، اگر آپ سائز اور آبادی کا مقابلہ کریں تو کیا نسبت ہے ان میں، لیکن آپ دیکھیں کہ major reformation کے بعد جاپان نے کس طرح ۲۷ سال کے اندر اپنی معاشی عسکری اور سیاسی قوت کو اس مقام تک پہنچایا اور اس نے ۱۹۰۰ء میں چین کو شکست دی اور ۱۹۰۵ء میں اس نے روس کو شکست دی اور یہ بیسویں صدی کا پہلا واقعہ تھا کہ ایک ایشین ملک نے ایک یورپین پاور کو شکست دی۔

ان تمام چیزوں کو سامنے رکھ کر ہم سوچ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو جو کچھ دیا ہے۔ علاقہ آبادی، وسائل۔ اگر ہم ان کا صحیح استعمال کریں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم ہندوستان کے اس خطرے کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ مسلمانوں نے ماضی میں بھی یہ اور اس سے کہیں بڑے خطرات کا مقابلہ کیا ہے اور آج بھی کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ہم صحیح انداز میں کام کریں۔ جناب والا! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہندوستان اور پاکستان کی فوجی قوت میں عددی اعتبار سے جو فرق تھا گذشتہ دس سالوں میں وہ برابر بڑھا ہے خصوصیت سے نیوی اور ایئر فورس سپری (Sipri) کی رپورٹس اس کے علاوہ انگلستان کا Institute of Strategic Study ملٹری بیلنس ہر سال شائع کرتا ہے اگر ان دونوں کا آپ موازنہ کریں تو آپ یہ پائیں گے کہ relatively ہماری نیول اور ایئر فورس strength ان دونوں میں ہندوستان جس رفتار اور جس نسبت

سے اپنی قوت کو بڑھا رہا ہے وہ کہیں زیادہ ہے اور حال ہی میں شائع ہونے والے ایک سروے کا اندازہ اگر صحیح ہے تو ان کا کہنا یہ ہے کہ اس وقت آرمڈ فورسز میں پاکستان اور ہندوستان کے مقابلے کی قوت ایک اور چار کی ہے۔ ایئر فورس کی ایک اور گیارہ کی۔ لیکن نیوی میں اب یہ تفاوت ایک اور اکیس کا ہو چکا ہے۔ ہندوستان نے اپنی ایئر پاور اور نیول پاور کو بڑھانے کے لئے غیر معمولی وسائل استعمال کئے ہیں۔ اور آئندہ جنگ کی جو strategy اس کے ذہن میں ہے۔ اس میں ان کا بڑا اہم حصہ ہے۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ان حقائق کو سامنے رکھیں اور مقابلے کی قوت پیدا کریں ساتھ ہی میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ defence industries اور heavy industries کے بغیر کوئی ملک ایک اچھی defence power نہیں بن سکتا۔ پاکستان کے لئے ضروری ہے کہ strategic industries یہاں موجود ہوں میرے پاس تازہ ترین اعداد و شمار موجود ہیں اور تقریباً ۲۱ انڈسٹریز ہیں، جو ڈیفینس کی ہندوستان نے قائم کی ہیں اور ان میں وہ ٹینک بنا سکتا ہے، ہوائی جہاز بنانے کی پوزیشن میں پہنچ گیا ہے اس نے اپنے نیول جہاز بنا لئے ہیں اس

Pakistan's arms industry at the moment is largely restricted to repairs and maintenance and the manufacture of small arms, spare parts and ammunition and specified variety.

مقابلے میں ہماری کیا پوزیشن ہے وہی سٹڈیز جو ہندوستان کے سارے فرق کو بیان کرتی ہے وہ پاکستان کے بارے میں یہ کہتی ہے کہ ہماری جو capability ہے وہ یہ ہے ہمارا انحصار صرف ریپئر اور مینٹیننس پر ہے جبکہ ہندوستان دنیا کے اہم Arms Exporters میں سے ایک ہے آج اس کے اگر balance of trade کا جائزہ لیں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ armaments کی ایکسپورٹ اس کی مسلسل بڑھ رہی ہے اور اس طرح وہ اپنے اثرات دنیا بھر میں پھیلاتا جا رہا ہے۔

جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری پالیسیز ایسی ہونی چاہئیں جن کے نتیجے میں ہم فی الحقیقت ان خطرات کا مقابلہ اچھے طریقے سے کر سکیں۔ میں اس سلسلے میں حکومت کے سامنے صرف آٹھ مشورے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلی چیز میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس خطرے کے پیش نظر آپ کو گورنمنٹ مشینری کو streamline کرنا چاہئے۔ اس سے پہلے میرے دوستوں نے بتایا ہے کہ اب بھی ہمارے رویے میں تضاد ہے یہ سیریس

[Prof. Khurshid Ahmad]

threat ہے اور ہم یہ message اپنی قوم اور دنیا کو ابھی نہیں دے پا رہے کہ ہم نے اس
خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی تمام توجہات کو مرکوز کر لیا ہے۔ گورنمنٹ مشینری کو streamline
کرنا یہ میری نگاہ میں سب سے پہلی ضرورت ہے دوسری ضرورت اس کے ساتھ ساتھ یہ ہے کہ
ملک میں political coordination and consideration ہو۔

قومی دفاع پاکستان کا تحفظ، ہندوستان کا مقابلہ یہ وہ چیزیں ہیں جو ہر سیاسی
اختلاف سے بالا ہیں اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ پارلیمانی پارٹیاں بھی
اور وہ پارٹیاں بھی جو پارلیمنٹ سے باہر ہیں ان کو اعتماد میں لیا جائے وزیر اعظم نے
بہت اچھا کیا کہ جوائنٹ سیشن بلایا قوم کو خطاب کیا اس کو آگے بڑھایئے پبلک محض
ان چیزوں سے influence نہیں ہوتی انفرادی contact and discussion سے اعتماد میں لیجئے
اور اعتماد کو بڑھایئے یہ وہ طریقہ ہے جس سے آپ قوم کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار
بنا سکیں گے اس کے ساتھ ساتھ قوم کو تیار کیجئے اس معاملے میں تمام سیاسی جماعتوں
دینی عناصر اور سب سے بڑھ کر حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس وقت قوم میں وحدت پیدا
کرنے کی کوشش کرے، قوم میں جذبہ جہاد پیدا کرنے کی کوشش کرے، ریڈیو
اور ٹی وی سے وہ پروگرام نشر کئے جائیں جس سے لوگوں کو احساس ہو کہ ہم ان
خطرات سے دوچار ہیں اور ہمیں ان کا مقابلہ کس طرح کرنا ہے۔ اس کے لئے
national mobilization بے حد ضروری ہے اور اس کے ساتھ
ساتھ چوتھی بات میں یہ کہوں گا کہ ایک diplomatic offensive کی بھی ضرورت ہے
تاکہ آپ پوری دنیا میں اس بات کو پھیلائیں کہ ہندوستان کیا کر رہا ہے۔ پاکستان کو
کیا خطرات درپیش ہیں یہ بات آپ نے اپنے دوستوں تک بھی پہنچائیں یہ بات آپ
neutral ممالک تک پہنچائیں۔ غالباً دو مہینے پہلے کی بات ہے کہ Herald میں ایک یورپین
جرنلسٹ کے یہ Impressions شائع ہوتے تھے کہ میں پہلے ہندوستان گیا اور میں نے وہاں اڑھائی
ہفتے گزارے اور اس کے بعد میں پاکستان آیا تو مجھے اتنا فرق فضا میں محسوس ہوا کہ
میں اس پر یقین نہ کر سکا۔ ہندوستان میں میں نے یہ دیکھا کہ فوجی تیاری ہو رہی
ہے فوجی movements ہو رہی ہیں اور ہر شخص اس خطرے کو محسوس کر رہا ہے کہ کوئی
حادثہ ہے جو ہونے والا ہے اور جب پاکستان میں آیا تو میں نے محسوس کیا کہ گویا کچھ
بھی نہیں ہونے والا۔ میں اس کے الفاظ نقل کر رہا ہوں کہ اس نے یہ بات کہی کہ ایسے

لگتا تھا کہ پاکستان نے اپنے ڈیفنس کی ذمہ داری یا اللہ میاں پر ڈال دی ہے یا امریکہ پر - وہ خود اس کے لئے تیاری نہیں کر رہا ہے - میں یہ واقعہ صرف اسی لئے بتا رہا ہوں کہ یہ ہمارے diplomatic missions کا کام ہے کہ ہندوستان میں جو کچھ ہو رہا ہے، ہندوستان کے sources سے وہ دنیا کو بتائے یہ ہندوستانی اخبارات میں اور ہندوستانی ریڈیو پر ان دنوں جو چیزیں ہو رہی ہیں ان کا ریکارڈ تیار کیجئے اور monitor کیجئے اور ان کو analyse کیجئے بتایئے کہ ہندوستان کے کیا عزائم ہیں اور وہ کیا کرنا چاہ رہا ہے اور اس چیز کو اس تاریخی پس منظر میں اور اس documentary evidence کے ساتھ دنیا کے سامنے لایئے جن میں چند کی طرف میں نے پہلے اشارہ کیا ہے تو یہ diplomatic offensive ہونا چاہیئے یہ پیش بندی کے لئے ہے۔

یہ دنیا کی opinion کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے ہے لیکن یہ کام بھی ہمیں ساتھ ساتھ کرنا چاہیئے یہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں فوری طور پر کرنی چاہیئں - لیکن چار چیزیں ایسی ہیں کہ جو مستقل اور دائمی نوعیت کی ہیں اور اس وقت کی صورت حال نے ہمیں ایک بار پھر یہ احساس دلایا ہے کہ ہم صرف وقتی چیزوں پر قناعت نہ کریں بلکہ جو بنیادی تبدیلیاں اور بنیادی کام اس ملک میں کئے جانے چاہیئں - ہم ان کی فکر کریں، اور میں جناب والا! پوری دردمندی سے یہ بات کہوں گا کہ ڈیفنس انڈسٹری کو مستحکم کرنا اور ڈیفنس پروڈکشن اور economic production کو integrate کرنا ضروری ہے ڈیفنس پروڈکشن اور ڈیفنس انڈسٹری سے انکار نہیں - آپ آج مغربی ممالک کی انڈسٹریز کا تجزیہ کیجئے تو آپ یہ دیکھیں گے کہ ۸۰ سے ۸۵ فیصد ڈیفنس سپلائی جو ہے وہ دراصل سول انڈسٹری سے ہے - عام اکانومی سے آتی ہے اور صرف پندرہ فیصد ایسی ہیں جو specialized defence production ہے اس کی اس سے زیادہ بڑی دلیل اور کیا ہو گی کہ جرمنی دو جنگوں کے درمیان جبکہ وہ repression کے تحت تھا اور پابندیاں تھیں کہ وہ یہ نہیں بنا سکتا وہ نہیں بنا سکتا جرمن انڈسٹری نے سول پروڈکشن کے طور پر اکنامک پروڈکشن کے طور پر سارے کا سارا نظام اپنا چلایا لیکن اس طرح چلایا کہ وہاں کی تیار کی ہوئی چیزیں وہ ڈیفنس کے لئے استعمال کر سکے اور جب ۱۹۳۶ء میں چیمبرلین گیا ہے اور اس نے ہمبرگ میں ان چیزوں کو دیکھا ہے تو اس کی آنکھیں کھل گئیں اور اس نے یہ سوال کیا کہ ہم تو بیس سال سے embargo لگایا ہوا تھا کہ جرمنی کی ڈیفنس انڈسٹری ختم کر دی جائے اور وہ کوئی یہ ایسی فوجی

[Prof. Khurshid Ahmad]

چیزیں تیار نہ کر سکے تو یہ تم نے کیسے بنا دیں تو اس کا جواب ہٹلر نے اسے دیا کہ ہمیں اس کے لئے کسی ڈیفنس انڈسٹری کی ضرورت نہیں ہے، ہماری عام انڈسٹری نے ان چیزوں کو تیار کیا ہے ہم نے صرف اتنا کیا ہے کہ ان اجزاء کو ان مختلف چیزوں کو جو وہاں تیار ہوتی تھیں ہم نے لا کر کے فوجی چیزوں کے اندر تیار کر دیا ہے، تو جناب والا! ان میں بڑا قریبی تعلق ہے اس بات کی کوشش کیجئے کہ ملک میں یہ basic industry اور defence production ہو purchase mentality جس پر کہ ہمارا سارے کا سارا انتظام چل رہا ہے، یہ ختم ہونی چاہیئے۔

دوسری چیز جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ democratic process اور اس کا استحکام بھی اس کے لئے بے حد ضروری ہے، میں پورے خلوص اور دردمندی سے آپ سے یہ بات کہتا ہوں کہ دور جدید میں دنیا میں جہاں بھی فوج نے لمبے عرصے تک سیاست میں مداخلت کی ہے اس فوج کی defence capability کمزور ہوئی ہے، آج تقریباً پچاس یا تریپن ملکوں کے بارے میں یہ معلومات موجود ہیں کہ کس طرح پچھلے تیس سالوں میں مختلف مقامات پر فوجوں نے آمرانہ نظام قائم کئے ہیں، ایک مدت ضرور انہوں نے یہ رنگ جمایا کہ انہوں نے حالات کو اپنے قابو میں لے لیا ہے لیکن اس کے بعد جو حقیقت سامنے آئی وہ یہ ہے کہ نہ وہ معیشت کو سنبھال سکے اور نہ پھر وہ فوج ہی لڑنے کے لائق رہی ارجنٹینا کی مثال آپ کے سامنے ہے ہم خود بھگت چکے ہیں، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جمہوری عمل کو مستحکم کرنا، حقیقی بنیادوں پر مستحکم کرنا یہ خود ملک کے دفاع کے لئے بہت ضروری ہے۔

تیسری بات جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اپنی قوم پر اعتماد کیجئے اور اسے خود defence mobilization کے لئے تیار کیجئے، یہ کام ایک دن میں نہیں ہو سکتا، آپ کے نظام تعلیم کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ہر نوجوان کو ضروری فوجی تربیت دے، آپ کو ایک ایسی national mobilization policy تیار کرنی چاہیئے کہ وہ شخص جو able bodied ہے ۱۸ سال سے لے کر کے ۵۰ سال تک کے افراد، خواہ وہ مزدور ہو، خواہ وہ پروفیسر ہو، خواہ وہ انجینئر ہو، خواہ وہ گورنمنٹ ملازم ہو اسے دو سال کی military training ملنی چاہیئے اس طرح آپ کے پاس ایک National Reserve Army ہر وقت موجود رہے گی آپ کو معلوم ہے کہ اسرائیل میں اس وقت ڈیڑھ لاکھ ہے standing army لیکن mobilizable army half a million کے برابر ہے سوئٹزرلینڈ کی

standing army صرف باون ہزار افراد ہے لیکن ہر able bodied person وہاں trained ہے اور یہی پالیسی آج بیشتر یورپی ممالک میں ہے، مسلمانوں کی تو گھٹی میں یہ چیز پڑی ہے، ہمیں تو جہاد کی تربیت دی گئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مارشل آرٹ جو ہیں یہ مسلمان کا زیور ہیں، آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قوی مسلمان ایک کمزور مسلمان سے افضل و بہتر ہے۔ تو جناب والا! ہمیں اپنے تعلیمی نظام اور نیشنل ٹریننگ کے پروگرام کو اس طرح بنانا چاہیئے کہ ہر شہری اس ملک کا جو اسلحہ استعمال کر سکتا ہے اس کو اسلحہ استعمال کرنے کے لائق ہونا چاہیئے تاکہ پھر آپ کی فوج concentrate کرے زیادہ sophisticated چیزوں کے اوپر، اس کا defence budget کے اوپر بھی اثر پڑے گا اور اس طرح آپ لمبے عرصے میں ایک چھوٹے defence budget سے زیادہ بہتر defence capability پیدا کر سکیں گے۔

آخر میں جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان میں سے ہر چیز اسی وقت مؤثر و مفید ہو سکے گی جب ہم ایمان کی قوت کو مستحکم کر لیں گے، محض اسلحہ سے جنگ نہیں لڑی جاتی محض فوجیں جنگ نہیں لڑتیں، پوری قومیں لڑتی ہیں، جب تک کہ ہمارے اندر یہ idealism نہ ہو کہ ہم نے ایک اعلیٰ مقصد کے لئے جان دینی ہے اور اسلام نے تو وہ idealism ہمارے رگ و پے میں فراہم کر دیا ہے جہاد کا جذبہ آج بھی گئی گذری حالت میں، جس وقت مسلمانوں کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ کر پکارا جاتا ہے تو وہ سب کچھ چھوڑ کر کے کھڑا ہو جاتا ہے لیکن خدارا اس کلمے کی بنیاد پر اس کی زندگی کو بنایئے، اس کے اخلاق کو بنایئے اسے idealism دیجیئے پھر آپ دیکھیئے کہ یہ نو ساڑھے نو کروڑ عوام یہ اتنی بڑی قوت ہیں کہ ہندستان تو کیا کوئی سپر پاور بھی آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتی اور جیسا کہ اس سے پہلے کہا گیا ہے کہ افغانستان میں جو بے مثال کردار نہتے مسلمانوں نے پوری دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اس نے ایک بار پھر ہمیں یہ اعتماد دیا ہے کہ اگر ایمان کی قوت ہو، ہمارا رخ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف ہو تو بڑی سے بڑی قوت سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ میں کوئی سیاسی بات نہیں کر رہا ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایران کے اسلامی انقلاب کے بعد جن جن خطرات سے ان کا مقابلہ ہوا ہے اس سے بھی ہمارے سامنے یہ چیز کھل کر کے آ گئی ہے کہ مسلمان جب بھی اسلام کی بنیاد پر خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے اٹھا ہے اس نے ہمیشہ کامیابی حاصل کی ہے۔

[Prof. Khurshid Ahmad]

جناب والا! میری آخری اور سب سے اہم گزارش یہ ہوگی کہ خدارا تعمیر نو میں خلوص کے ساتھ، دیانت کے ساتھ ایمان اور جہاد کو بنیاد بنایئے اس کلمے کو اپنی زندگی کی بنیاد بنا لیجیئے اور اس کے بعد کوئی آپ کو دبا نہیں سکے گا، و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب قائمقام چیئرمین:- شکریہ! جناب حسن اے شیخ صاحب۔

Mr. Hasan A. Shaikh: Mr. Chairman, I have listened to all the speeches with a rapt attention since morning. I have heard people giving long term policies to be adopted by the Government, I have also heard some people giving short term policies but one must admit that the present challenge is to be accepted on the basis of all available meterial in our hand today because we are faced with a crisis as of today and not of tomorrow or day after tomorrow. Our honourable friend Qazi Hussain Ahmad in his own way, said that the speech of the Prime Minister was " پھس پھسی " 'a weak speech, that was the word, he used, " پھس پھسی ", I do not know what he wanted Prime Minister to say. Did he want Prime Minister to say that I have started war, be prepared for it as Government rushed to the battle field? Did he want Prime Minister to say that India has already attacked Pakistan? What did he want to say? The Prime Minister has made a balanced speech and inspite of provocation he did not change his tone, he remained absolutely cool and he gave the mind of the Government, he gave the mind of the people of Pakistan that they will face any war if it is imposed upon Pakistan. Pakistan is not going for war. Pakistan has no reason to go for a war. Pakistan has been keeping itself undoubtedly in readiness to defend itself that is the prime duty of every country not only of Pakistan but what he did, I think should have been appreciated by our friend Qazi Hussain Ahmad. Qazi Sahib, I must frankly say, belongs to a party which is well known in Pakistan as how it behaved before Pakistan, how it behaved after Pakistan, how it is behaving now even in the present crisis. You know Sir, before Pakistan came into being they had not only opposed Pakistan, they opposed Kashmir battle, Kashmir war on the basis that it was not 'Jehad' to fight in Kashmir.

قاضی حسین احمد: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! حقائق کو توڑ موڑ کر پیش نہیں کرنا چاہیئے میں یہ ضروری عرض کروں گا کہ اگر یہ نیشنل کرائسز کا وقت ہے اور ہم نے اپنے داخلی اتحاد کو پارہ پارہ

نہیں کرنا ہے تو تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کی بجائے حکمران پارٹی کے ممبران اور سینئر ممبران کو ذمہ داری کا رویہ اختیار کرنا چاہیئے ۔

جناب قائمقام چیئرمین : قاضی صاحب آپ اپنا اظہار خیال کر چکے ہیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

قاضی حسین احمد : اس کو پرسنل ایکسپلینیشن سمجھ لیجئے ۔

Mr. Hasan A. Shaikh: If Qazi Sahib were to say as a matter of personal explanation that he never opposed Pakistan or he never considered Kashmir war not 'Jehad' or he does not do any thing now too . . . . . . (*interruption*).

جناب قائم مقام چیئرمین : شیخ صاحب آپ جو کہنا چاہتے ہیں وہ کہیں ۔

Mr. Hasan A. Shaikh: I will accept his statement as his personal statement. As his personal statement I will accept it but I must say Sir, only three days back or four days back one of the Sind Ministers named a particular party as a party that is standing in the way of peace in Karachi and I think Qazi Sahib would read all the newspapers, he must have read his statement also. All I want to say is, this is not the time . (*interruption*).

قاضی حسین احمد : جناب والا ! یہ پھر اسی طرف آ رہے ہیں ۔ اس وزیر کو آپ نے یہ کہنے کی قیمت دی ہے اس کو رشوت دی ہے وہ آپ کا وزیر ہے ۔

Mr. Hasan A. Shaikh: I admit he is the Wazir of Sind Government, but he made the statement. There has been no contradiction of his statement by anybody. All I want to say is this that this is the time to mobilize all opinions only for unity of Pakistan.

سردار خضر حیات خان : وزیر بھی اگر حقیقت کہے تو اس میں کیا حرج ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : سردار صاحب آپ نے اپنے خیالات کا اظہار کر لیا ہے اب شیخ صاحب کو بولنے دیں ۔

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, the present crisis is a crisis when everybody must support Pakistan, everybody must support the Prime Minister of Pakistan in his idea of unity because it is the unity of Musla-mans that one for Pakistan, that one for Musalmans, a territory called Pakistan and it is the unity of Musalmans that will maintain Pakistan as

[Mr. Hasan A. Shaikh]

a mighty citadel of Islam. As long as Muslamans do not unite, as long as Musalmans are back into different splinter groups, Pakistan can not be strong. Pakistan needs unity of Masalmans and for that purpose those who oppose the present Government or its ideology, those who oppose the party in power in the present Government and its ideology must also come round to support this Government in its efforts to prepare itself for a possible, I hope it will not come at all for a possible conflict, we must join hands together and that is the only way by which Pakistan's might can be felt today. He said that, an average Hindu of India is being exploited in India and an average Muslim of Pakistan is being expolited in Pakistan and a foreign bogie is being given I was surprised Sir. All that the Prime Minister said was the statement of facts. He did not give any bogie. He did not say come on and let us go for fight. No, he did not say that. He stated facts as they are taking place on our ... border. He did not give any bogie. At this time those who talk of exploitation, those who talk of bogies they do not really serve the cause of Pakistan and he was very very particular in saying that he did not say one word that would hurt the Indian's feelings because he knew India and Soviet Union were together in their onslaught against Pakistan, in their preparations against Pakistan. Therefore, he kept himself particularly away from saying anything particularly against India. I think, Sir, it is a time now, we in Pakistan realize that our strength can not be effective without our complete unity of thought and action. You may differ with the present Government, you may differ with the Prime Minister, you have a right to differ, you have a right to differ with the Government but you must come alongwith Pakistan to prepare ourselves for those times when God forbid any war is imposed upon Pakistan. The Prime Minister does notwant you to do any thing today to help the Government except to support its efforts, to prepare itself only for defence. We do not want to attack anybody, it has never been Pakistan's policy to prepare itself for attack. India is a very large country. As Professor Khurshid Ahmad stated India is now about twelve times larger than Pakistan. The Indian Navy is twenty one times larger than Pakistan. The Indian Airforce, he said , is about thirteen or fourteen times larger than Pakistan. How can Pakistan think of attacking India. All that Pakistan can think of is to prepare itself for any eventuality that Pakistan will have to face. He wanted Pakistan to prepare itself for a very large navy, for a very large airforce. So, that is not possible. It is not within our resources. In fact our resources are too far for the defence of Pakistan and we hear murmurings from people in Pakistan themselves that we are spending a lot on defence of Pakistan. But we do that, God forbid, we may not have to find ourselves un-prepared in case of any conflict that may be imposed upon us. I think all we want we should do is not to preach any differences with the Government, not to treat any differences to the

party in power today. At least until the time the present atmosphere/ surcharged with any possibility is not removed.

Today, the atmosphere is not created by Pakistan. Pakistan is not sending anybody to East Punjab. What Pakistan does is only to deny all these false allegations that are being made. Of course, Rajive Gandhi is not prepared to accept any statement made in Pakistan. He agreed to come to Pakistan but he dismissed his Foreign Secretary because the Foreign Secretary divulged that he is going to come to Pakistan during the course of this year and that he agreed that the atomic installations in Pakistan would not be attacked by India even before that matter was formally discussed and decided. He said, "I have not said this", that shows the type of man we have to face. You can not trust his words or even if he promises that he will not attack Pakistan, you will accept his words and keep quiet. You have to prepare yourselves for any eventuality that may be imposed upon Pakistan. I am quite certain, Pakistan Government will do its best to pursuade him not to have this un-necessary conflict between Pakistan and India, not that Pakistan can not face it but both Pakistan and India will be destroyed if there is conflict between India and Pakistan. This must be known to Indian Government if they do not know it earlier. This is true that Pakistan will suffer a lot but India can not escape sufferings. Pakistan, if it is not strong enough to defend itself, it is strong enough to create situation where India will rue the day that it started conflict with Pakistan. I think even in India there is an element which does not want Pakistan and India conflict. Unfortunately, after the establishment of Pakistan the party in power in India particularly Indian Congress has not accepted Pakistan or has not announced openly that he has accepted Pakistan absolutely without any demure. This has brought about a situation wherein Pakistan has to fight three defensive wars not one, three defensive wars. Pakistan which is really a very small country as compared to India. It used to be a one-fifth of India when Pakistan—East Pakistan and West Pakistan were together is now not more than one-twelvth of India. India has got no other border to bother about except the western-eastern border which is the eastern border of Pakistan ...... (*interruption*).

Qazi Hussain Ahmad: One-eighth and not one-twelvth.

Mr. Hasan A. Shaikh: My honourable friend is saying it is one-eighth. I think Sir, I am right because I have my own calculations as one-twelvth not even one-eighth.

[Mr. Acting Chairman]

کے مطابق جو ہے وہ دیا جائے ۔ تو اجلاس ۲۹ر جنوری ۸۷ء ۵ بجے شام تک ملتوی کیا جاتا ہے اس تاریخ پر یہ بحث جاری رہے گی ۔ Thank you

---

(The House adjourned to meet again at five of the clock in the evening on Thursday, January, 29, 1987).

PCPPI–2278(87) Senate-21-4-89–300.

party in power today. At least until the time the present atmosphere/ surcharged with any possibility is not removed.

Today, the atmosphere is not created by Pakistan. Pakistan is not sending anybody to East Punjab. What Pakistan does is only to deny all these false allegations that are being made. Of course, Rajive Gandhi is not prepared to accept any statement made in Pakistan. He agreed to come to Pakistan but he dismissed his Foreign Secretary because the Foreign Secretary divulged that he is going to come to Pakistan during the course of this year and that he agreed that the atomic installations in Pakistan would not be attacked by India even before that matter was formally discussed and decided. He said, "I have not said this", that shows the type of man we have to face. You can not trust his words or even if he promises that he will not attack Pakistan, you will accept his words and keep quiet. You have to prepare yourselves for any eventuality that may be imposed upon Pakistan. I am quite certain, Pakistan Government will do its best to pursuade him not to have this un-necessary conflict between Pakistan and India, not that Pakistan can not face it but both Pakistan and India will be destroyed if there is conflict between India and Pakistan. This must be known to Indian Government if they do not know it earlier. This is true that Pakistan will suffer a lot but India can not escape sufferings. Pakistan, if it is not strong enough to defend itself, it is strong enough to create situation where India will rue the day that it started conflict with Pakistan. I think even in India there is an element which does not want Pakistan and India conflict. Unfortunately, after the establishment of Pakistan the party in power in India particularly Indian Congress has not accepted Pakistan or has not announced openly that he has accepted Pakistan absolutely without any demure. This has brought about a situation wherein Pakistan has to fight three defensive wars not one, three defensive wars. Pakistan which is really a very small country as compared to India. It used to be a one-fifth of India when Pakistan—East Pakistan and West Pakistan were together is now not more than one-twelvth of India. India has got no other border to bother about except the western-eastern border which is the eastern border of Pakistan ...... (*interruption*).

Qazi Hussain Ahmad: One-eighth and not one-twelvth.

Mr. Hasan A. Shaikh: My honourable friend is saying it is one-eighth, I think Sir, I am right because I have my own calculations as one-twelvth not even one-eighth.

[Mr. Acting Chairman]

کے مطابق جو ہے وہ دیا جائے ۔ تو اجلاس ۲۹ جنوری ۸۷ء ۵ بجے شام تک ملتوی
کیا جاتا ہے اس تاریخ پر یہ بحث جاری رہے گی ۔ Thank you

(The House adjourned to meet again at five of the clock in the evening on Thursday, January, 29, 1987).

PCPPI—2278(87) Senate-21-4-89—300.